قال ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مسلسل اشاعت کے ۳۶ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ ۷ جلد ۱۲

رجب المرجب ۱۴۲۹ھ جولائی 2008ء

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

مذہبی غدار

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں قادیانیوں کی غنڈہ گردی

بلوچستان پر قادیانیوں کی یلغار

فتنے اور ان کا علاج

www.khatm-e-nubuwwat.com www.lolaak.clickhere2.net www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۷ ● جلد: ۱۲

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مجلسِ منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا محمد نذر عثمانی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفےٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفےٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ
زیر سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی
زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
نگرانِ اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد
حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی
ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود
مرتب: مولانا غلام رسول دین پوری
کمپوزنگ: یوسف ہارون

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4583486-4514122

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

بلوچستان میں قادیانیت کی یلغار	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات ومضامین!

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	جناب عبداللہ فارانی	5
فتنے اوران کا علاج	مولانا غلام رسول دین پوری	7
گاہے گاہے بازخواں ایں قصۂ پارینہ را	مولانا اللہ وسایا	9
پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی	15
شاہ نفیس رقم الحسینیؒ	ڈاکٹر خلیل الدین مکہ مکرمہ	25
کاروان ختم نبوت رواں دواں	مولانا محمد علی صدیقی	33

ردقادیانیت!

مذہبی غدار	مولانا حکیم ظفر محمود ظفر	35
حکومت قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم کرے	علامہ اقبالؒ	44
قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ	مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ	47

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بلوچستان پر قادیانیت کی یلغار

پرویزی حکومت کا نیا کارنامہ

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے محرکات وعوامل پر غور کے لئے حکومت پنجاب نے دو رکنی عدالتی انکوائری کمیشن مقرر کیا۔ مسٹر جسٹس منیر اور مسٹر جسٹس ایم آر کیانی نے اپنی رپورٹ کے ص ۲۱۳ پر لکھا ہے کہ: ’’قادیانی بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔‘‘

صوبہ بلوچستان پر قبضہ اور قادیانی حکومت قائم کرنے کا خناس قادیانیوں کے دل ودماغ میں گھر کئے ہوئے ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اس وقت کے قادیانی سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے ایک گہری سازش اور گھناؤنی منصوبہ بندی سے اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے خفیہ طور پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ مگر ناکامی اس کا مقدر بنی۔ چنانچہ قادیانی ایک طویل عرصہ تک زخم چاٹتے رہے اور زیر زمین مرزا بشیر الدین محمود کے پروگرام کو عملی جامعہ پہنانے کے لئے متحرک رہے۔ دور حاضر میں امریکہ صوبہ بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کر کے گریٹر بلوچستان کے نام پر نیا ملک بنانے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے۔ جسے پاکستانی ڈکٹیٹر حکمران کی بھرپور اشیر باد حاصل ہے۔ لہٰذا قادیانی وطن دشمن ٹولہ نے موقع اور حالات حاضرہ کی مناسبت سے اپنی مذموم خواہش کی تکمیل کے لئے نئی منصوبہ بندی سے عمل درآمد شروع کر دیا ہے جس کے لئے قادیانیوں نے ’’ہیومنٹی انٹرنیشنل فرسٹ‘‘ کے خفیہ نام سے لندن میں N.G.O رجسٹر کروا رکھی ہے اور امریکہ مالی امداد فراہم کر رہا ہے۔ اس گھناؤنے منصوبہ کو عملی شکل دینے کے لئے امریکی مالی معاونت اور بھرپور اشیر باد حاصل ہے۔ جس طرح امریکہ وادیٔ سوات کو آغا خانی ریاست بنانے پر تلا ہوا ہے۔ اسی طرح بلوچستان میں قادیانی سٹیٹ بنانے میں ممد ومعاون ہے۔

اس مذموم سازش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قادیانی ٹولہ نے پسنی سے تقریباً تیس کلومیٹر پر ’’شادی کور‘‘ دامن کوہ میں واقع گاؤں میں ’’ہیومنٹی انٹرنیشنل فرسٹ‘‘ این۔ جی۔ او کے نام پر اڑھائی سو کمروں پر مشتمل کوارٹرز تعمیر کر کے وہاں نادار لوگوں کو بسانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ تعمیراتی کام کی نگرانی میجر (ر) شاہد احمد سعدی قادیانی نائب ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ چناب نگر (ربوہ) کر رہا ہے۔ راج، مزدور ودیگر عملہ چناب نگر، احمد نگر، حیدرآباد سندھ اور کراچی سے تعلق رکھنے والے قادیانیوں پر مشتمل دو دو ماہ کے وقف عارضی پر بھجوایا جاتا ہے۔ جبکہ وہاں پر نگرانی کے لئے چناب نگر سے مخلص قادیانی اصحاب جن میں ہومیو ڈاکٹر مسرور احمد بھٹی ودیگران شامل ہیں۔ ہر دو ماہ بعد تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ مقام ''شادی کور'' اور گردونواح میں ذکری فرقہ کے لوگوں کی اکثریت ہے۔ قادیانی عہدیداران شاہد سعدی، صوبائی امیر جماعت بلوچستان ودیگران نے ذکری فرقہ کو شیشے میں اتار کر اپنا وطن مخالف پروگرام زور شور سے جاری کر رکھا ہے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ذکری فرقہ کے عقائد باطلہ میں نماز، روزہ کا کوئی تصور نہیں ہے۔ لہٰذا وہاں ڈیوٹی پر موجود قادیانی بھی ادائیگی صلوٰۃ وروزہ ادا نہیں کرتے اور یوں یہ غداران اسلام، وطن، امریکی امداد ومعاونت سے صوبہ بلوچستان کو پاکستان سے علیحدہ کرنے اور امریکہ کے سایہ تلے قادیانی ریاست بنانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر رہے ہیں۔

یہ بات خاص طور پر محب وطن پاکستانیوں کے لئے باعث تشویش ہے کہ امریکی پٹھو آمر حکمران اور اس کے مفاد پرست اتحادی دیدہ دانستہ خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ وہ ملک توڑنے کی مذموم سازش میں برابر کے شریک ہیں۔ لہٰذا پاکستان کی سالمیت اور بقاء کے لئے محب وطن وفدائیان اسلام کو کھلی آنکھوں سے ان حالات پر سوچنا ہوگا۔

گوادر میں ''عمران ٹریڈر نامی قادیانی پراپرٹی ڈیلر'' ہے جس کی وساطت سے قادیانی جماعت نے مختلف اصحاب کے نام پر کثیر پلاٹ اراضی خرید کر لئے ہیں۔ تاکہ منصوبہ مذموم کی تکمیل کے بعد یہودیوں کی پیروی کرتے ہوئے دنیا بھر سے قادیانیوں کو لاکر آباد کیا جاسکے اور اپنی تعداد کو اکثریت میں بدلا جاسکے۔ سردست نادار بلوچوں کو رہائشی مکانات مفت فراہم کر کے دام قادیانت میں پھانسنا مقصود ہے تاکہ ان کی حمیت وعزیمت مرجائے اور وہ ان کی راہ کا روڑہ نہ بن سکیں۔

چناب نگر ودیگر شہروں سے وقف عارضی پر بھجوائے جانے والے ہومیو ڈاکٹر مسرور احمد بھٹی قادیانی کے ذریعے ہزاروں روپے مالیت کی ہومیو پیتھک اور ایلوپیتھی ادویات لے جاکر وہاں کے لوگوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں اور یوں ان کی ہمدردیاں حاصل کر کے ''مرکز قادیانیت'' چناب نگر کو رپورٹ ارسال کرتے ہیں۔ فی الحال امریکی وبرطانوی آقاؤں کی ہدایت پر قادیانیت کا پرچار تو نہیں کرتے۔ مگر قیام پاکستان کے مقاصد وغرض وغایت کے خلاف سادہ لوح بلوچوں کو گمراہ کرنے کا وطیرہ اپنائے ہوئے ہیں۔ نیز بلوچستان میں پاکستانی آمر حکمرانوں کے مظالم اور زیادتیوں کا پروپیگنڈہ کر کے ان میں نفرت اور بغاوت پر آمادہ کرنے کا مذموم دھندہ نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کرنے میں تمام تر صلاحیتیں صرف کئے ہوئے ہیں۔ قبل ازیں قادیانیوں کی وطن واسلام مخالف سرگرمیوں میں بلوچ سردار خصوصاً محب وطن نواب اکبر بگٹی سدراہ بنے ہوئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جنرل مشرف کا کاندھا استعمال کر کے نہایت خاموشی سے نواب اکبر بگٹی کو ملک عدم پہنچا دیا اور اب اپنے مذموم عزائم کی راہ صاف محسوس کرتے ہوئے بلوچستان میں ایران باڈر کے قریب مورچہ زن ہیں۔

کیا اسلامیان وطن! اس پر توجہ فرمائیں گے۔ بلوچستان کی دینی قیادت بالخصوص جمعیت علمائے اسلام کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ!

عبداللہ فارانی!

ایک دن انہیں اپنے غلام کی کسی بات پر غصہ آ گیا۔ اسے کوڑے سے مارنے لگے۔ اتنے میں کسی قدر فاصلے سے آواز آئی کہ: ”یہ غلام اتنا تیرے قابو میں نہیں۔ جتنا تو اللہ کے قابو میں ہے۔“

ایک روایت کے مطابق یہ الفاظ سنائی دیئے کہ: ”جس اللہ نے تمہیں اس غلام پر قابو دیا ہے وہ اسے تم پر بھی قابو دے سکتا ہے۔“

انہوں نے مڑ کر دیکھا تو یہ بات کہنے والے رحمت دو عالم ﷺ تھے۔ الفاظ سنتے ہی کوڑا ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ گھبرا کر بولے کہ: ”اے اللہ کے رسول ﷺ! آئندہ میں کبھی کسی غلام کو نہیں ماروں گا اور اس غلام کو میں اللہ کے لئے آزاد کرتا ہوں۔“

یہ صحابی حضرت ابومسعودؓ تھے۔ اصل نام عقبہ تھا۔ لیکن اپنی کنیت ابومسعودؓ سے مشہور ہوئے۔ ان کا تعلق قبیلہ خزرج کے خاندان بنوحارث سے تھا۔ انہیں ابومسعودؓ بدری کہا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق یہ بدر میں رہتے تھے۔ اس لئے بدری کہلائے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ انہوں نے غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ اس لئے بدری کہلائے۔ ہجرت نبویؐ سے ایک دو سال پہلے اسلام قبول کیا۔ بہت نیک فطرت تھے۔ غزوہ احد اور اس کے بعد تمام غزوات میں آپ نے شرکت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابومسعودؓ حضرت عثمانؓ کی خلافت تک مدینہ میں رہے۔ البتہ اس دوران کچھ مدت تک بدر میں بھی رہائش اختیار کی۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری دنوں میں کوفہ چلے گئے۔ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں حضرت ابومسعودؓ کوفہ کے امیر مقرر ہوئے۔ انہوں نے کوفہ کی امارت کا فریضہ احسن طریقے سے ادا کیا۔ انہیں حضرت علیؓ سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ایک بیٹی کی شادی حضرت حسینؓ بن علیؓ سے کر دی تھی۔ آخر میں ان کے دل میں پھر مدینہ منورہ کی محبت نے جوش مارا تو کوفہ کی سکونت چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گئے۔ کبھی کبھار کوفہ ہو آتے تھے۔

آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ علم وفضل کے اعتبار سے آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ کا شمار احادیث کے راویوں میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۰۲ کے قریب احادیث کے راوی ہیں۔ آپ نہایت حق گو تھے۔ یعنی حق بات برملا کہتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک امیر نے عصر کی نماز میں دیر کر دی۔ انہوں نے امیر کو برملا ٹوکا اور فرمایا کہ:

”نماز صحیح وقت پر پڑھنی چاہئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے اوقات نماز وہی تھے جو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتائے تھے۔“

حضرت ابومسعودؓ لطف لے لے کر لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کے ارشادات سناتے تھے۔ انہیں سنت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ لوگ جماعت میں مل مل کر کھڑے ہونے کا بالکل خیال نہیں رکھتے تو انہوں نے فرمایا کہ:

’’جب تک تم حضور ﷺ کی سنت کے مطابق مل کر کھڑے ہوتے رہے تم میں اتفاق رہا۔ جب سے تم نے اس سنت کی پابندی چھوڑی تو تمہارے درمیان اختلاف پیدا ہوگئے۔‘‘

ایک دن لوگوں سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح نماز ادا کرتے تھے۔ پھر خود نماز پڑھ کر دکھائی کہ ایسے پڑھا کرتے تھے۔ لوگوں کو جلد بازی سے منع فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حلقہ قائم کر کے بیٹھے تھے کہ دو آدمیوں نے آ کر کہا کہ اس حلقے میں کوئی ہمارا فیصلہ کرسکتا ہے۔ ایک شخص نے یہ سن کر کہا کہ میں فیصلہ کرسکتا ہوں۔ حضرت ابومسعودؓ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر اسے دے ماریں اور فرمایا کہ: ’’چپ! جلدی سے فیصلہ کرنا مکروہ ہے۔‘‘

حضرت ابومسعودؓ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ: ’’لوگو! رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز میں برابر کرنے کے لئے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے کہ برابر ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہو۔ کہیں اس کی سزا میں تمہارے دل آپس میں مختلف نہ ہو جائیں۔‘‘ اور فرماتے تھے کہ: ’’تم میں سے جو دانش مند اور سمجھ دار ہیں۔ وہ میرے قریب ہوں۔ ان کے بعد وہ لوگ قریب ہوں جو اس صف میں ان کے قریب ہوں اور ان کے بعد وہ قریب ہوں جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔‘‘

اللہ رب العزت کی ان پر بے شمار رحمتیں ہوں۔ آمین!

صد سالہ قادیانی جشن کے خلاف بہاولپور میں ایک ہنگامی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت مفتی عطاء الرحمٰن منعقد ہوا۔ جس میں مولانا محمد اسحاق ساقی، علامہ محمد ریاض چغتائی، مولانا عبدالصمد، حاجی محمد اکرام، سعید انصاری، محمد سلیم انصاری، قاری عبدالرب نے شرکت کی۔ اجلاس میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی اپنا صد سالہ جشن منا رہے ہیں۔ جبکہ حکومت تماشہ دیکھ رہی ہے۔ قادیانی اپنا صد سالہ جشن منا کر مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہے ہیں اور مسلمانوں کو گولڈن جوبلی کے نام کی دعوت دے کر مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔ اندرون خانہ اپنے باطل مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہیں اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں جو ناقابل برداشت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت فوری طور پر قادیانیوں کی باطل سرگرمیوں کا نوٹس لے۔ ورنہ مسلمان خود اپنے ایمان اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی رکاوٹ کو برداشت نہیں کریں گے اور انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت قادیانیوں سے قادیانیت آرڈیننس پر مکمل عمل کروائے۔

فتنے اور ان کا علاج

مولانا غلام رسول دین پوری

اس مستعار حیات دنیویہ کے لئے جو وقت اور دور ہمیں میسر ہوا ہے یہ انتہائی خطرناک فتنوں کا دور اور وقت ہے۔ فتنۂ دجال کا دور قریب آ رہا ہے۔ جو گمراہی کے انتہائی عروج کا دور ہوگا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ دجال کی آمد سے قبل فتنہ بڑھتے بڑھتے اس قدر خوفناک ہو جائے گا کہ لوگ گھبرا کر دجال کی آمد کی دعا شروع کر دیں گے۔ کیونکہ وہ فتنہ چالیس دن کا ہوگا اور وہ کتنا ہی خوفناک کیوں نہ ہو۔ لیکن قتل دجال پر جمیع فتنوں کا اختتام ہو جائے گا اور فتنوں کی یہ سنگینی صرف اہل حق کے لئے ہوگی۔ کیونکہ جو لوگ راہ راست سے ہٹ جائیں گے وہ خود فتنے ہی کی پیداوار ہوں گے۔ (جیسے آج کل فتنۂ ارتداد قادیانیت کا شکار ہونے والے)

لہٰذا وہ دنیا کے اعتبار سے خوشحال ہوں گے۔ اہل حق کے لئے یہ زمانہ سخت امتحان کا زمانہ ہے۔ مادی وسائل واسباب پر اہل باطل کا تسلط ہے۔ ذرائع نشرو اشاعت ان کے قبضے میں ہیں۔ عالمی سیاست انہی کے زیر تصرف ہے۔ اہل حق کو دہشت گرد قرار دے کر ان کو مٹانے کا پہلا ایجنڈا ہے۔ مذہبی فتنوں کی حوصلہ افزائی کرنا، انہیں رعایتیں دینا اہل باطل کی اشد ضرورت اور کامیابی کی شرط اوّل ہے۔ ان حالات میں ثابت قدم رہنا اور خود روگیاہ کی طرح جنم دینے والے مذہبی فتنوں کے دجل وفریب سے اپنے ایمان واسلام اور دین کو بچانا انتہائی مشکل ہے۔ افراد امت کی دین سے ناواقفیت، علم دین سے بے التفاتی اور عمل بیزاری نے مذہبی فتنوں کے لئے کامیابی کی راہیں سہل وآسان کر دی ہیں۔ اسی فتنے کی طرف آنحضرتﷺ نے نشاندہی فرمائی ہے۔

’’اذا رأیت شحا مطاعا، وهوی متبعا، ودنیا مؤثرة، واعجاب کل ذی رأی برأیه، فعلیك خاصة نفسك ودع امر العامة‘‘ ﴿جب تو دیکھے حرص ولالچ کی پرستش ہونے لگی ہے اور خواہش نفس کی پیروی ہو رہی ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دی جا رہی ہے اور ہر رائے والا صرف اپنی ہی رائے پر خوش ہے تو تم (ایسے حالات میں) صرف اپنی ہی ذات کی فکر کرو۔ عوام کا معاملہ (ان پر) چھوڑ دو۔﴾

مطلب یہ کہ اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ ایسا نہ ہو کہ کسی فتنہ کا شکار ہو جاؤ اور اپنا ایمان ضائع کر بیٹھو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا) حسب استطاعت شرط ہے۔ لیکن عوام کی اصلاح عملاً اتنی مشکل ہو جائے گی کہ کسی کے بس میں نہیں رہے گی اور فتنوں سے بچ کر اپنا دین وایمان بچا لینا ایک مؤمن کا کمال ہوگا۔

یوں تو ایسا زمانہ کبھی نہیں آیا کہ اہل حق کو ایمان پر ثابت قدم رہنے کے لئے امتحانوں اور آزمائشوں سے نہ گذرنا پڑا ہو۔ لیکن جب فتنوں کا طوفان آ جائے تو ایسے حالات میں ان دعاؤں کی کثرت کرنی چاہئے۔ جو اللہ تعالیٰ نے سید المرسلین خاتم النبیینﷺ کے ذریعہ امت کو بطور تحفہ عطا فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک:

’’اهدنا الصراط المستقیم ۰ صراط اللذین انعمت علیهم ۰ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین‘‘ ﴿ہمیں سیدھے راستہ پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا ہے۔ (ایسے لوگوں

کے راستہ پر نہیں) جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کے راستہ پر۔ ﴾

اس میں صراط مستقیم کی دعاء مانگنے کی تلقین ہے۔ ''صراط مستقیم'' سیدھی راہ کو کہتے ہیں اور صراط مستقیم ان لوگوں کی راہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور وہ انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں۔ ان چاروں گروہوں کے راستہ کو ''صراط مستقیم'' کہا جاتا ہے۔ اس پر چلنا تب نصیب ہوگا جب متبعین سنت حضرات اولیاء اللہ کی صحبت، ان سے عقیدت ومحبت اور ان کی اتباع کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا جائے گا۔ آج کے ترقی یافتہ مادی دور میں روحانی ترقی کی اشد ضرورت ہے۔ جس سے ہم خالی ہیں۔ اس لئے صحبت اولیاء اللہ کے علاوہ ادعیہ استقامت کا ورد بھی رکھنا چاہئے۔

بالخصوص یہ دعاء فرائض وسنن کے علاوہ، نوافل کی کثرت میں نہایت اخلاص اور حضور قلب سے پڑھنی چاہئے اور اس دور میں اہل اللہ کی صحبت اپنے اوپر لازم کر لینی چاہئے۔ جن کی آغوش میں ہزاروں نفوس کے ایمان محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرات منعم علیہم کی راہ پر چلنے اور اس پر استقامت کی توفیق مرحمت فرمائیں اور دور حاضر کے ایمان لیوا بھیانک فتنوں بالخصوص فتنۂ قادیانیت سے ہم سب کو بچائے۔ آمین ثم آمین!

تین روزہ ردقادیانیت کورس گلشن عثمان رحیم یار خان

ضلع رحیم یار خان مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت قاضی عزیز الرحمٰن دامت برکاتہم کے حکم سے ضلع بھر میں جن جن علاقوں میں قادیانیت کے اثرات ہیں۔ ان علاقوں میں تین روزہ ردقادیانیت کورس کی ترتیب دے دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا پروگرام گلشن عثمان محترم ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب کے گھر پر ہوا۔ جنہوں نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے خوب ورک کیا۔ انتہائی کامیاب کورس ہوا۔ تینوں روز کورس میں ایک صد سے زائد خواتین اور بیسیوں مرد حضرات تشریف لاتے رہے۔ خواتین کے لئے بہترین پردے کا انتظام تھا۔

تینوں روز ضلعی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری، مرزا قادیانی کا گھناؤنا کردار، جیسے مضامین پر پرمغز بیانات فرمائے۔ جنہیں قلمبند کرنے کے لئے تمام شرکائے کورس کو کاغذ، قلم مفت مہیا کئے گئے تھے۔ درس کے بعد سوالات کی نشست میں جوابات دیئے جاتے رہے۔ آخری روز مفتی مختار احمد مدظلہ کے اختتامی کلمات اور دعاء پر کورس کا اختتام ہوا۔ تمام شرکاء میں جماعت کی طرف سے مختلف اقسام پر مشتمل لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

ضروری اعلان!

خریداران ماہنامہ لولاک کی خدمت میں گزارش ہے کہ خط وکتابت اور منی آرڈر ارسال کرتے وقت اپنا پتہ...... صحیح ...... صاف...... اور مکمل ...... تحریر کیا کریں۔ شکریہ!

گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

قسط نمبر:۲ مولانا اللہ وسایا

بارہویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ کی کاروائی

مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۲۷، ۲۸، ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۳ء کو چنیوٹ میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ذیل میں اس کی مطبوعہ رپورٹ میسر آئی جو پیش خدمت ہے۔

مختلف مکاتب فکر علماء کا روح پرور اتحاد اور کانفرنس کے متعلق ان کے تأثرات

حضرت علامہ شمس الحق افغانیؒ

''آج مؤرخہ ۹ رشعبان المعظم ۱۳۸۳ھ کو سالانہ بارہواں اجلاس مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ میں شریک ہوکر دوسری نشست میں تقریر کی۔ اراکین مجلس اور عوام کو دیکھ کر میرا یہ تأثر ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت واحد مجلس ہے جو مسلمانوں کی تمام دینی ودنیوی ضروریات اور حل مشکلات میں مجاہدانہ انداز میں سرگرم عمل ہے۔ میری دعاء ہے کہ یہ مجلس پھلے اور پھولے اور ترقی کرے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ مجلس کی امداد کریں۔''

حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

۱...... ''میں حسب سابق امسال ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں شریک ہوا۔ الحمدللہ! یہ کانفرنس حسب سابق بہت کامیاب رہی اور ہر مکتب فکر کے علمائے کرام شریک ہوئے۔''

۲...... ''پہلے یہ کانفرنس مختلف جماعتوں کے نام سے ہوتی تھی۔ اب زیر اہتمام مجلس تحفظ ختم نبوت چنیوٹ میں ہوتی ہے اور مجلس ہذا کا الحاق مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان (ملتان) سے ہے۔''

۳...... ''جماعت مرکزیہ نے مولانا لال حسین اختر صاحب کو مرکز سے تبدیل کر کے چنیوٹ بھیج دیا ہے اور یہاں تقرری کردی ہے۔''

۴...... مولانا لال حسین اختر صاحب اب تصنیف کا کام کریں گے اور مبلغین تیار کریں گے۔

۵...... انشاءاللہ جماعت ایک اور مبلغ علاقہ چنیوٹ کے لئے بھیج دے گی۔

۶...... ''مقامی کارکنان نے جس محنت اور محبت سے جلسہ ہذا کا انتظام کیا اور مہمانان کی نگہداشت کی۔ اس پر مبارک باد دیتا ہوں اور اہل چنیوٹ نے مہمانوں کے لئے کھانا تیار شدہ بھیج کر مشکور فرمایا۔ اہل چنیوٹ نے کانفرنس کے تین دن عید کی طرح خوشی کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطاء فرمائے۔''

مولانا مظہر علی اظہر

''مجھے ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ منعقدہ ۲۷ تا ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۳ء میں شامل ہونے کا موقع ملا ہے۔ مقامی

کارکنان اور قرب وجوار کے اہل اسلام نہایت خلوص اور محنت سے خدمت دین میں لگے ہیں اور تردید قادیانیت کے لئے سربکف ہیں۔ اللہ ان کی اور ہم سب کی محنتوں کو قبول فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اہل حق کی بیش از بیش خدمت کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کو باطل قوتوں کے حملوں سے بچانے کی توفیق ارزانی فرمادے۔‘‘

مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ

’’میں اس دفعہ اپنے محترم رفیق مولانا لال حسین اختر صاحب کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا۔ مجھے مسرت ہے کہ مجلس تحفظ ختم نبوت آنحضرتﷺ کے اس مقام کے تحفظ کے لئے پوری مستعدی سے کوشش کر رہی ہے اور احباب اور نوجوانان چنیوٹ ان مقدس مساعی کے لئے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی میں برکت فرمادے اور حق کی آواز کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھے۔‘‘

مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ

’’۱۰ رشعبان المعظم ۱۳۸۳ھ کو چنیوٹ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ جلسہ گاہ کے قریب پہنچتے ہی رضا کاروں پر نظر پڑی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیجز سرخ رنگ کے ان کے بازوؤں پر نظر آئے۔ پنڈال کے حسن انتظام اور پرانے رفقاء کار اور اکابر دیکھ کر اپنی سابقہ زندگی کا نقشہ یاد آیا۔ ایک قطعہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نور اللہ مرقدہ آویزاں دیکھا گیا۔ مختلف فرقوں کے علماء کرام سٹیج پر تشریف لائے اور اپنے حسن اتفاق کا منظر دکھا کر ملک میں صحیح جذبہ اتحاد پیدا کیا۔ ربوہ کے قریب میں جماعتی ایسی کانفرنس کا ہونا باطل کے مقابلہ میں بہت ضروری ہے۔ خدا ان رضا کاروں اور پرانے خدام کو زندہ رکھے۔‘‘

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

’’حسب معمول سالانہ ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ تمام مکاتب فکر کے زعماء کی شرکت اور عامتہ المسلمین کی والہانہ عقیدت نے اس دور الحاد و زندقہ میں یہ ثابت کر دکھایا کہ دشمنان اسلام کی مسلسل کوششوں کے باوجود آج بھی مسلمانان، اسلام کے اس مقدس بنیادی عقیدہ کی حفاظت واشاعت کے لئے سرفروشانہ جذبات رکھتے ہیں اور زبان وقلم کی وارفتگیوں کے باوجود کامل محبت واتحاد کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں۔ شبانہ روز اجتماعات، مسلسل تقریریں، سخت سردی وبارش اور وسائل آسائش کی کماحقہ کمی کسی چیز نے بھی لحہ بھر کے لئے پریشانی کا کوئی اثر نہیں دکھایا۔ بارش میں گیارہ بجے شب تک نہایت ہی استقامت اور خاموشی کے ساتھ تقریروں کا سنتے رہنا، ایک بے مثال جذبہ کا مظہر ہے۔ میں جملہ کارکنان ومعاونین کو ہدیہ مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعاء کرتا ہوں کہ قادر کریم اپنے فضل وکرم سے ہم سب کو زیادہ سے زیادہ اسلام کے مقدس تقاضوں کو پورا کرنے اور عقائد واعمال میں آخرالانبیاﷺ کی سچی اطاعت کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین! اور ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور اس سے بھی مزید خدمت دین کی ہمت بخشے۔ آمین ثم آمین!‘‘

اسمائے گرامی مدعوین حضرات علماء کرام

جن حضرات علماء کرام نے اس کانفرنس میں شرکت فرمائی اور اپنے مخصوص مواعظ سے سامعین کے قلوب کو منور فرمایا۔ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱...... حضرت مولانا شمس الحق افغانی، شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور۔
۲...... حضرت مولانا محمد علی جالندھری، ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ ملتان۔
۳...... حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، صدر مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ ملتان۔
۴...... حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی، ایم۔پی۔اے لاہور۔
۵...... حضرت مولانا پیر احمد شاہ صاحب چوکیروی، سرگودھا۔
۶...... حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب، خطیب جامع اہل حدیث گوجرانوالہ۔
۷...... حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور، جانشین حضرت لاہوریؒ لاہور۔
۸...... حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری۔
۹...... حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب، مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ ملتان۔
۱۰...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانوی صاحب، رکن مجلس شوریٰ تحفظ ختم نبوت ملتان۔
۱۱...... حضرت مولانا مظہر علی اظہر صاحب، لاہور۔
۱۲...... حضرت مکرم شیخ حسام الدین صاحب، لاہور۔
۱۳...... حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل جالندھری صاحب، ناظم جامع رشیدیہ منٹگمری۔
۱۴...... حضرت مولانا تاج محمود صاحب، لائل پور۔
۱۵...... حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب، گوجرانوالہ۔
۱۶...... حضرت مولانا لال حسین اختر صاحب۔

شعرائے کرام

۱...... سید امین گیلانی، شیخوپورہ۔
۲...... سائیں محمد حیات صاحب پسروری۔
۳...... مرزا غلام نبی جانباز صاحب۔
۴...... قاری محبوب سلیم صاحب، جناب غلام محمد

مقامی علمائے کرام

بیرونی علمائے کرام کے علاوہ مقامی علماء اور خطباء نے بھی ہمارے ساتھ اس کانفرنس کو کامیاب اور کامران بنانے کے لئے اپنے جذبہ خصوصی سے تعاون فرمایا۔ان میں سے مولانا منظور احمد صاحب، حضرت مولانا محمد عبدالوارث صاحب مدرس جامعہ عربیہ۔حضرت مولانا محمد حسین صاحب ناظم مدرسہ احیاء العلوم العربیہ۔حضرت مولانا حیدر زمان صاحب خطیب شاہی مسجد چنیوٹ۔مولانا محمد یعقوب صاحب خطیب مسجد چنیوٹیاں۔حضرت مولانا

عبدالخالق صاحب ہزاروی خطیب مسجد پربت والی۔ مولانا دوست محمد صاحب ساقی خطیب مسجد دہلی۔ حضرت مولانا حبیب الغفور صاحب خطیب مسجد شیخاں۔ مولانا عبدالخالق صاحب خطیب مسجد اہل حدیث عینے والی کے صمیم قلب سے شکر گزار ہیں۔ (مطبوعہ رپورٹ ص۸تا۱۰)

اس سال ۱۹۶۳ء سے مجلس تحفظ ختم نبوت نے چنیوٹ میں دارالمبلغین کا اہتمام کیا۔ اس کی مطبوعہ رپورٹ یہ ہے۔

دارالمبلغین چنیوٹ کا افتتاح و مفصل حالات

''۲۷؍جون ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر محلہ انصاریاں چنیوٹ میں ''دارالمبلغین'' کے افتتاح کی تقریب سعید منعقد ہوئی۔ یہ درس گاہ ملک میں اپنی نوعیت کی واحد درسگاہ ہوگی۔ جس کا اہتمام پاکستان کی مشہور دینی اور تبلیغی جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیا ہے۔ اس درس گاہ میں صرف ایسے فارغ التحصیل علماء کو داخلہ مل سکے گا جو نہ صرف تکمیل علوم ہی کر چکے ہوں۔ بلکہ تحریر و تقریر سے بھی خاص مناسبت رکھتے ہوں گے۔ ایسے طلباء کو ادارہ اندرون اور بیرون ملک تبلیغ اسلام کرنے کی تربیت دے گا۔ توحید رسالت، مسئلہ ختم نبوت، قیامت، فلسفۂ اسلام، صداقت اسلام، اتباع سنت وقرآن، فضائل ومحاسن فخر دو عالم ﷺ، فضائل صحابہؓ، فضائل اہل بیتؓ، فضائل اولیائے کرامؒ، فضائل امت مسلمہ اور دوسرے اوامر ونواہی اسلام کے مضامین کی تیاری کے علاوہ ایسے فرقہائے باطلہ جو پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں اسلام کے خلاف تبلیغ کرتے ہوئے مسلمانوں کو مرتد بناتے ہیں کی تردید کی تعلیم بھی دی جائے گی۔ اس درس گاہ کی تعلیم وتربیت کا ایک اہم پہلو یہ ہوگا کہ اس میں طلبہ کو اسلام اور اس کے اہم مسائل کے ثبوت میں قرآن وسنت کے شواہد کے علاوہ سائنٹیفک دلائل نوٹ کرائے جائیں گے۔ دار المبلغین کی اس درس گاہ کے ناظم اور پرنسپل پاکستان کے مشہور اور جید عالم، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر مقرر ہوئے ہیں۔ مولانا کو تعلیم وتبلیغ اسلام میں خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے۔ مولانا خود اپنے ابتدائی دور میں مرزائی رہے ہیں۔ انہیں کے ہاں آپ کو تعلیم وتربیت ہوئی ہے۔ وہ اردو، انگریزی، فارسی، عربی، سنسکرت زبان کی یکساں طور پر مہارت رکھتے ہیں۔ ایک عرصہ ارتداد کی تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں توفیق اسلام فرمائی اور اس کے بعد سے وہ تبلیغ اسلام کے لئے زندگی وقف کئے ہوئے ہیں۔ آپ آریہ سماج، عیسائیوں، قادیانیوں کے مذہب کے ان سے زیادہ ماہر عالم ہیں۔ مولانا اپنی زندگی میں آریہ سماجیوں، عیسائیوں اور قادیانیوں کو ہندوپاک کے کئی مقامات پر شکست فاش دے کر عظمت وصداقت اسلام ثابت کر چکے ہیں۔ آپ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں ہندوپاکستان کے علاوہ افریقہ، عراق، ایران اور برما کا دورہ بھی کر چکے ہیں۔ آپ کی فن مناظرہ میں علمی دھاک کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہل باطل آپ سے گفتگو کرنے کے لئے سامنے آنے سے ہچکچاتے ہیں۔ ایسے فارغ التحصیل علماء جو اس درس گاہ میں زیر تعلیم وتربیت رہیں گے۔ دوران تعلیم ماہوار وظیفہ بھی دیا جائے گا۔''

افتتاحی اجلاس کی کاروائی

محلہ انصاریاں کی مسجد کے متصل دارالمبلغین کی ایک منزلہ عمارت میں یہ مبارک اجتماع حکیم شیخ محمد گلزار

صاحب وہرہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجتماع میں چنیوٹ کی سیاسی، مذہبی، سماجی اور تجارتی انجمنوں اور جماعتوں کے معززین شریک تھے۔ مولانا محمد حسین، مولانا حبیب الغفور، مولانا دوست محمد ساقی، مولانا عبدالکریم، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا طالب غفار، حافظ دوست محمد، ڈاکٹر محمد اسماعیل، ڈاکٹر علی محمد خان، شیخ محمد انور، شیخ اللہ دین، محمد صدیق، ظہور احمد، شیخ منظور احمد، شیخ محمد بشیر، میاں احمد بخش، حاجی اللہ دین، چوہدری محمد شفیع، محمد بشیر، میاں اللہ دتہ، چوہدری غلام محمد، میاں محمد عادل، میاں محمد شریف، عبدالکریم سالاری، چوہدری حبیب احمد، نذر حسین، عبدالحکیم، اشفاق احمد، منظور احمد وغیرہ دوسرے معززین شہر شامل تھے۔

مولانا تاج محمود آف لائل پور اور مولانا مجاہد الحسینی سابق ایڈیٹر آزاد لاہور بھی شریک اجلاس تھے۔

تلاوت قرآن مجید کے بعد مولانا لال حسین اختر نے ان نو علماء کرام کا تعارف کرایا۔ جواب تک اس عظیم الشان درس گاہ میں داخلہ لے چکے ہیں۔ اس کے بعد مولانا موصوف نے اپنی مختصر اور جامع تقریر میں تبلیغ اسلام کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام کے سب سے پہلے مبلغ خود جناب محمد رسول اللہ ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کو تبلیغ اسلام کی راہ میں بڑے بڑے مصائب برداشت کرنے پڑے۔ لیکن آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو ہر سختی کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہوئے مخلوق خدا تک پہنچایا۔ آپ ﷺ کی صداقت، محنت اور خلوص رنگ لائی اور آج چاردانگ عالم میں اسلام کے پھریرے لہرا رہے ہیں۔ آپ نے حضور ﷺ کے شاگردوں، صحابہ کرامؓ اور ان سے فیض پانے والے بزرگان اسلام کی تاریخ مختصراً بتائی کہ کس طرح انہوں نے دنیا کے کونے کونے تک اسلام کا پیغام پھیلا دیا۔ مولانا نے اسلام کے لئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے جانشینوں کی تحریری اور تقریری خدمات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آج جب کہ گمراہ کن فتنے امت مصطفےٰ کا ایمان خراب کرنے کے لئے چاروں طرف سے اٹھ رہے ہیں۔ ہمیں اس فریضہ اسلام سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا چاہئے۔

آپ کے بعد مولانا تاج محمود ایڈیٹر ''لولاک'' نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے۔ اس ملک میں جس قدر اسلامی اعمال اور اخلاق کو فروغ حاصل ہوگا۔ یہ ملک اتنا ہی ترقی پذیر اور استحکام حاصل کرے گا اور خدانخواستہ اگر خلاف اسلام ارتدادی تحریکیں کامیاب ہوں گی تو جہاں اس ملک کے عوام عقائد واعمال میں گمراہ ہوں گے وہاں اس ملک کا وجود اور استحکام خطرے میں پڑ جانے کا احتمال ہے۔ آپ نے بعض ارتدادی فتنوں کا پس منظر اور پیش منظر وضاحت کے ساتھ بیان کیا اور چنیوٹ کی اہمیت بتائی۔ مولانا نے کہا کہ سر فرانسس موڈی انگریز گورنر پنجاب نے چنیوٹ اور اس کے گردونواح پر جو خاص مہربانی فرمائی ہے۔ اس کی وجہ سے چنیوٹ کے لوگوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ آپ نے چنیوٹ کے عوام کو خبردار کیا کہ آپ لوگوں کی تجارت اولاد اور ایمان تینوں ہی اس تباہی کے دہانے پر پہنچ چکے ہیں۔ جس سے بچاؤ کرنا آپ کا اولین فرض ہے۔ آخر میں خطیب اہل سنت والجماعت مولانا محمد حسین صاحب نے اس تقریب کا اختتام دعائے خیر سے کیا۔

دارالمبلغین چنیوٹ کے ۱۳۸۳ھ میں فارغ شدہ طلباء

۱...... مولانا عبدالقیوم صاحب، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ڈاکخانہ شیر گڑھ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ۔

۲...... مولانا دلبر حسین صاحب، فاضل نیو ٹاؤن کراچی، ساکن چاہ کوڑا ڈاکخانہ منچن آباد ضلع بہاولنگر۔

۳...... مولانا محمد اسلم صاحب، فاضل نیو ٹاؤن کراچی، ساکن بستی بلچانی ڈاکخانہ ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ ڈیرہ غازیخان۔

۴...... مولانا عبدالرحمٰن صاحب، فاضل قاسم العلوم ملتان، ساکن بستی بلچانی ڈاکخانہ ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ ڈیرہ غازیخان۔

۵...... مولانا محمد اقبال صاحب، فاضل خیر المدارس، چک نمبر ۱۳۷ گ۔ب، ڈاکخانہ کمالیہ ضلع لائل پور۔

۶...... مولانا عبدالمجید صاحب، فاضل مخزن العلوم خان پور، ساکن خانن والہ ڈاکخانہ جہان پور تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ۔

۷...... مولانا نور محمد صاحب، فاضل خیر المدارس ملتان، ساکن وڈور ضلع ڈیرہ غازیخان۔

۸...... مولانا توفیق الرحمٰن صاحب، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور۔

۹...... مولانا فیض محمد صاحب، فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، ساکن سوکڑ تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخان۔

۱۰...... مولانا حافظ خدا بخش صاحب، فاضل قاسم العلوم ملتان، ساکن کیروڑ ضلع مظفر گڑھ۔

(مطبوعہ رپورٹ ص۱۴تا۱۶)

قادیانی صد سالہ جشن کے خلاف بہاولپور میں احتجاجی جلوس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے زیر اہتمام قادیانیت کے سو سالہ جشن کے خلاف ایک احتجاجی جلوس علامہ محمد ریاض چغتائی امیر جمعیت علماء اسلام تحصیل بہاولپور کی زیر قیادت جامع مسجد الصادق سے نکالا گیا۔ جبکہ اہل سنت کا جلوس زیر قیادت پروفیسر عون محمد سعیدی چوک کلاں پہنچا۔ چوک کلاں میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ محمد ریاض چغتائی نے کہا کہ قادیانی کس منہ سے سو سالہ جشن منا رہے ہیں۔ میں ان سے سوال کرتا ہوں کہ قادیانیت نے سو سال میں کیا کھویا کیا پایا۔ انہوں نے کہا کہ سو سالہ دور میں ان کو رسوائی اور شکست کے سوا کچھ نہیں ملا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء میں اقلیت قرار دیا گیا۔ اب اگر ان میں اخلاقی جرأت ہے تو سامنے آئیں۔ انہوں نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کے لئے ہماری جانیں بھی قربان ہیں۔ مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ ختم نبوت نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت ان کو لگام دے۔ ورنہ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے دوران دس ہزار پروانوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا اور اب بھی کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قوم ختم نبوت کے مسئلہ پر متحد ہے۔ مولانا اسعد نے کہا کہ قادیانیت نواز حکومت کیا سمجھتی ہے کہ اسلام کے نام لیوا مٹ گئے ہیں۔ پروفیسر عون محمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ قادیانی گستاخ رسول ﷺ ہیں۔ کسی قادیانی کو کسی محکمہ کا سربراہ بنایا گیا تو مسلمان برداشت نہیں کریں گے۔ مولانا مطلوب احمد سعیدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں۔ اجتماع سے قاری مشتاق احمد مولانا جاوید انور اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔

پروفیسر محمد الیاس برنی!

قسط نمبر:۲ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی

۱۹۲۷ء میں بلاد اسلامیہ کا سفر اور حج وزیارت کا شرف

برنی صاحب کے مرشد شاہ محمد حسین چشتی قادری نے ۱۳۴۴ھ مطابق ۱۹۲۵ء میں حج کیا تو آ کر انہیں بشارت دی کہ انشاء اللہ قریب ہی آپ کو بھی یہ سعادت نصیب ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ برنی صاحب نے ایک دن فرصت میں مولانا عبدالقدیر صاحب حیدرآبادی سے دوران گفتگو میز سے جنتری اٹھائی، تعطیلات پر نظر پڑی تو رخصت ملا کر دیکھا۔ اتنی مدت ہوگی، سفر بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ (صراط الحمید ج۱ص۵۱)

عبدالقدیر صاحب، ان کے مرید سید حبیب علی اور مخلص دوست لطف احمد بھی تیار ہوگئے۔ دو سید ایک صدیقی اور برنی فاروقی چاروں کا قافلہ تیار ہوگیا۔ امیر قافلہ برنی صاحب کو بنایا گیا۔

(صراط الحمید ج۱ص۳۱۱،۳۱۳،۳۱۵)

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں: ''خدا کا فضل تھا ایک جان چہار قالب تھے۔ یک دل و یک زبان تھے۔ چنانچہ ہمارے دوست سید امجد حسین امجد فرماتے ہیں۔''

اک راگ بنا ہے مختلف سر مل کر
تصدیق ہوئی چند تصور مل کر
برنی، حسرت، حبیب، لطف احمد
اک جسم بنا ہے چار عنصر مل کر

(صراط الحمید ج۱ص۱۶)

قرآن کریم کھولا یہ آیت شریفہ نکلی: ''وھدوا الیٰ الطیب من القول وھدوا الیٰ صراط الحمید'' اس سفرنامہ کا نام ''صراط الحمید'' رکھا...... جیسی نظر ویسی دید، جیسی طلب ویسی یافت۔

دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

بہرحال روحانی فیوض وبرکات کی بحث بہت نازک ہے۔ جس پر گزرے وہی جانے۔

لذت مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

برنی صاحبؒ اس سفر کی مدت اور اس کی برکات کا تذکرہ یوں کرتے ہیں: ''یکم رمضان المبارک مطابق ۶؍مارچ ۱۹۲۷ء کو روانہ ہوئے اور ۲۹؍ذی الحجہ مطابق ۲۰؍جون ۱۹۲۷ء کو گھر لوٹ آئے۔ چار ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اتنی وسعت وبرکت دی کہ عراق، شام، فلسطین اور حجاز، دور دراز ممالک کا سفر طے ہوگیا۔ بغداد شریف وملحقات شریفہ میں دو ہفتے، دمشق میں ایک ہفتہ، بیت المقدس میں ایک ہفتہ، مدینہ منورہ میں تین ہفتے، مکہ معظمہ میں دو ہفتے۔ غرض...... قدم قدم پر اور لحہ لحہ پر تائید ایزدی اور لطائف غیبی کا جلوہ نظر آتا تھا۔ جو چشم بصیرت کھولتا اور نور ایمان بڑھاتا تھا۔''

مدینہ میں معمولات اور حرم نبوی میں جاروب کشی

حرم نبویؐ میں ہر ایک کا اپنے اپنے اوقات میں اپنا اپنا معمول ہوتا ہے۔ برنی صاحب کا معمول یہ تھا:
’’شب کو ڈھائی کے قریب حرم شریف کے دروازے کھلتے ہیں۔ حاضر رہتے، فرط شوق سے، بڑے ادب سے لمبے لمبے قدم، آہستہ آہستہ رکھتے، گویا دبے پاؤں جاتے، روضۃ الجنۃ میں تلاوت کرتے، محراب النبی ﷺ میں نماز پڑھتے، مواجہ شریف میں درود وسلام پیش کرتے۔ پھر وظیفہ پڑھتے، فجر کی نماز سے فارغ ہوتے ہی تاروں کی چھاؤں میں جنت البقیع میں دوڑ جاتے۔ نور ظہور کے وقت وہاں بھی یک سوئی ہوتی۔ سب ہی مزارات پر بلاناغہ حاضر ہوتے، فاتحہ پڑھتے اور حضرت سیدہ خاتون جنت کے مزار پر دیر تک حاضر رہتے۔ مگر دل نہ بھرتا تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد حجاج کی آمد ہوتی۔ اس وقت فاتحہ سے فارغ ہو کر حرم شریف واپس پہنچتے۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ص۱۳)

یہاں خدام کے ساتھ جھاڑو، بہارو کے کام میں شریک ہو جاتے، ریاض الجنۃ میں فرش جھاڑتے، جھاڑو دیتے، خدام میں نام شامل کراتے، غیر حاضری پر باز پرس ہوتی تھی، کام دل کھول کر کرتے اور لطف اٹھاتے۔

(صراط الحمید ج۱ص۱۷۹)

چنانچہ فرماتے ہیں کہ: ’’اس میں ایک آدھ گھنٹہ صرف ہوتا۔ صبح ۷،۸ بجے کے قریب فراغت ہوتی تو مکان پر آتا، ناشتہ کر کے سوجاتا، دوپہر کو اٹھتا۔‘‘ (صراط الحمید ج۱ص۱۷۹)

حرم نبوی میں رات کو ٹھہرنے کے لئے خصوصی اجازت درکار ہوتی، درخواست کی منظوری منتظمین کی صوابدید پر موقوف ہوتی تھی۔ برنی صاحب اوران کے دوستوں نے بھی اجازت مانگی تو مل گئی۔ برنی صاحب اس کی داستان یوں بیان کرتے ہیں: ’’۶، ۷/ذیقعدہ ۱۳۴۵ھ یوم یکشنبہ دوشنبہ کی درمیانی شب حرم شریف میں بسر ہوئی۔ اس شب کا کیا کہنا۔ زہے قسمت، زہے نصیب، عشاء کی نماز پڑھ کر ہم چاروں اغوات کے چبوترہ پر بیٹھ گئے۔ نمازی رخصت ہوئے، پھر خدام رخصت ہوئے، شاید کوئی خادم اندر رہ گیا ہو مگر نظر نہیں آیا۔ حرم شریف کے دروازے بند ہوگئے۔ روشنی مدہم ہوگئی۔ غرض تخلیہ ہوا تو عجب شان جلالت کے آثار محسوس ہونے لگے۔ بے اختیار دل عظمت سے بیٹھا جاتا تھا۔ ہم چاروں اندر سے اٹھ کر باہر صحن میں آبیٹھے، نوافل، ذکر وفکر، صلوٰۃ وسلام میں ہر کوئی اپنے اپنے ذوق کے مطابق مشغول ہوگیا۔ شاید نیند آئے۔ مگر کیا ممکن ہے کہ پلک جھپکے البتہ محویت ضرور تھی۔ رات ڈھلی تو ۲ بجے کے قریب دلوں پر جمال چھا گیا۔ رؤف رحیم کا رنگ آ گیا۔ صاف معلوم ہوا کہ اب حاضر ہونا چاہئے۔‘‘

الحمدللہ! اس سے بڑھ کر زندگی میں کون سا وقت آ سکتا ہے۔ اٹھے اور لڑکھڑاتے بارگاہ اقدس کی طرف چلے، کسی کے دل میں تخلیہ کی تمنا تھی، خدا کی قدرت تینوں رفیق نماز کے واسطے روضۃ الجنۃ میں ٹھہر گئے اور ایک دیوانہ اپنی دھن میں افتاں وخیزاں پہنچا اور مواجہ شریف میں آستانہ معلیٰ کی جالی مبارک پکڑ کر کھڑا ہوگیا۔ اللہ اکبر! وہ تنہائی شب کی خاموشی، پیشی میں صرف دو شمعیں روشن اور بارگاہ اقدس کی حضوری۔

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زماں
دل شرح آں دہد کہ چہ دید وچہا شنید

اتنے چاروں رفیق جمع ہوگئے۔ اپنا اپنا ربطا اپنا اپنا حال۔

ہم ہی ہم ہیں تیری محفل کوئی اور نہیں

گھنٹے منٹوں کی طرح گزر گئے۔ وہی تین بجے حرم شریف کے دروازے کھلے اور تخلیہ برخاست ہوا۔ اپنے حق میں یہ شب لیلتہ القدر معلوم ہوتی تھی۔" الحمدلله! حمداً كثيراً وصلى الله على رسول الله وبارك وسلم "

خصوصی صلوٰۃ وسلام کا القاء

برنی صاحب فرماتے ہیں: "مواجہ شریف میں حضور انورﷺ کے واسطے سے دعائیں خدا جانے کتنی مانگیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں لیکن ایک دعاء اوّل ہی مانگی کہ ایک ایسی درود ذہن میں آجائے۔ جس میں حضورﷺ کی وہ شان مذکور ہو۔ جو اللہ تعالیٰ کے علم میں مسلم ہے۔ وہ درود نئی ہو، کسی سے اب تک منقول نہ ہو۔ وہی پڑھا کروں اور اس کو حضورﷺ کا فیض سمجھوں، اللہ تعالیٰ کی شان مجھ جیسے کم علم کے ذہن میں بلا تفکر ایک قرآنی درود شریف معاً تر آئی اور ہمیشہ وہی ورد رہی" واما بنعمة ربك محدث "باتباع امر اس کو یہاں ظاہر کرتا ہوں۔"

وہ یہ ہے کہ:" اللهم صل وسلم على سيدنا محمد طه ويٰسين حٰمٓ حٰمٓ ۰ خاتم النبيين رحمة للعالمين بالمؤمنين رؤف رحيم وانك لعلىٰ خلق عظيم وعلىٰ آله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين "اس ورد سے عجیب برکات محسوس ہوتے ہیں۔ امید ہے اس سے مومنین کو فیض پہنچے گا اور خیر جاریہ کے ثواب میں اللہ تعالیٰ ہم کو بھی شریک رکھے گا۔ (صراط الحمید ج۱ ص۱۸۲،۱۸۳)

مدینہ سے روانگی

برنی صاحب کے دو ہفتہ یہاں بہت راحت سے گذرے۔ لیکن جب رخصت کا خیال آنے لگا تو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے بے اختیار آنسو ٹپکنے لگتے، اس میں ہفتہ عشرہ اور گزر گیا۔ ۲۲/ذیقعدہ کو روانگی پختہ ہوئی اور احرام باندھ کر بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو کیفیت یکسر بدل گئی۔ رخصت کے وقت دل خوشی سے بھر گیا۔ معلم الوداع یا رسول اللہ پڑھواتے اور برنی صاحب فرماتے ہیں۔ ہماری زبان سے الوداد یا رسول اللہ نکلتا تھا۔

(صراط الحمید ج۱ ص۱۸۱،۱۸۲)

جدائی کا احساس دل سے غائب تھا۔ مدینہ سے مکہ معظمہ کیا جارہے ہیں گویا محمد رسول اللہﷺ کے وسیلہ سے" لا الــــه الا الله " کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اب تک یہ دعاء تھی۔ خدایا از تو می خواہم مصطفےٰ را۔ اب یہ ورد شروع ہوا۔ محمدا از تو می خواہم خدارا۔

" سبحان الله والحمدلله ولا اله الا الله والله اكبر " (صراط الحمید ج۱ ص۱۹۲،۱۹۳)

اولاد

برنی صاحب کی تین لڑکیاں تھیں۔ ان میں سے (۱) رشیدہ کی شادی اپنے مرشد حضرت مولانا محمد حسین کے فرزند مسعود حسن سے اور (۲) فاطمہ کی مولانا عبدالقدیر صدیقی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ کے فرزند موسیٰ

عبدالرحمٰن سے اور (۳) کنیز فاطمہ کی عبدالقدیر صدیقی کے چچازاد بھائی نواب صدیق یار جنگ کے فرزند امجد اللہ صدیقی سے کی تھی۔

برنی صاحب فرماتے ہیں: ''یہ تینوں صاحب اولاد ہیں، صاحب روزگار ہیں، اللہ تعالیٰ شاد وآباد رکھے۔'' (برنی نامہ ص ۱۷)

برنی صاحب کے والد ماجد

برنی صاحب کے والد ماجد حافظ محمد ابراہیم تندرست اور صحت مند تھے۔ ورزش کرتے تھے۔ آخر عمر تک نشست وبرخاست میں کوئی معذوری نہ تھی، ساٹھ سال کی عمر میں آنکھ میں پانی اتر آیا تھا۔ علی گڑھ میں آنکھ بنوائی۔ اچھی بنی لیکن پھر پانی اتر آیا۔ وفات سے دو سال پہلے دہلی میں آنکھ بنوائی بالکل اچھی بنی اپنی ضرورت کے سب کام کرتے تھے۔ دانت آخر عمر تک مضبوط تھے۔ صرف آگے کا ایک دانت گرا تھا۔ حافظ تھے بہت پرہیزگار، تہجد گزار، اذکار واوراد کے پابند بزرگ تھے۔ لڑکپن میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی (۱۲۳۵ھ۔۱۲۹۲ھ) سے بیعت ہو گئے تھے۔ ڈھلتی رات اٹھنا اور نماز کے بعد صبح تک یاد اللہ میں مصروف رہنا معمول تھا۔ عمر بھر میں انتقال سے پہلے رمضان کے دو روزے چھوٹے تھے۔ تاریخ اسلام، فقہ، تصوف، طب سے خاصی دلچسپی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سلیس اردو میں لکھی تھی۔ شاہ ولی اللہ کی ہوامع اور محمد حقی نازلی کی ''خزینۃ الاسرار'' کا اردو میں ترجمہ کیا تھا۔ یہ سب مسودات کی صورت میں محفوظ تھا۔ فن بیطاری پر ایک رسالہ لکھا تھا، طبی مجربات بھی مرتب کئے تھے۔ (صراط الحمید ج۲ ص ۲۳،۲۴)

حیدرآباد میں بحیثیت وکیل چالیس برس بسر کئے۔ جو لوگ واقف حال تھے کہتے تھے کہ وکالت میں ولایت کر دکھائی تھی۔ (صراط الحمید ج۲ ص ۲۵)

ان کے مکتوبات شائع کئے جائیں تو بہت سے جوہر کھلیں۔ برنی صاحب کا بیان ہے۔ انتقال سے تین سال قبل حسب معمول میں موسم سرما کی تعطیلات میں حاضر خدمت تھا۔ پوچھا تمہیں کوئی استخارہ بھی معلوم ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت کوئی استخارے معلوم ہیں۔ تعمیل ارشاد میں ایک استخارہ عرض کرتا ہوں، مختصر ومقبول ہے۔ تیسرے دن حسب معمول فجر کی نماز کے بعد سلام عرض کرنے گیا تو دیکھا کہ لحاف اوڑھے لیٹے ہیں۔ قریب بیٹھا تو محسوس ہوا کہ رقت طاری ہے، حیرت ہوئی، خاموش بیٹھا رہا۔ حضرت کو افاقہ ہوا تو فرمایا کہ واقعی تمہارا استخارہ بہت مقبول ہے۔ میں ادب سے خاموش رہا۔ خود بولے میں لڑکپن میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کا مرید ہو گیا تھا۔ اس کے بعد بڑے بڑوں کی صحبت وشفقت رہی۔ لیکن کسی سے بیعت کی نوبت نہیں آئی۔ اب آخر عمر میں یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ کم عمری کی بیعت مسلم رہی یا پھر تجدید کی ضرورت ہے۔ تہجد میں غنودگی ہوئی تو خواجہ باقی باللہ کو متوجہ پایا۔ انہوں نے فرمایا تمہاری قدیم بیعت مسلم ومقبول ہے اور کل پیران سلسلہ تم پر مہربان ہیں۔ (صراط الحمید ج۲ ص ۲۵،۲۶)

وصیت نامہ

۲۳ رنومبر ۱۹۳۱ء میں خط بھیجا، ناسازی طبع سے آگاہ کیا اور لکھا تینوں بھائیوں میں سے جو بھی بآسانی

آسکے ایک ماہ کے لئے آجائے تاکہ ضروری کام نمٹائے جائیں، عجلت کی ضرورت نہیں۔ برنی موسم سرما کی چھٹی میں آجائے تو اچھا ہے۔ ۱۴؍دسمبر سے سرما کی چھٹی شروع ہوئی میں روانہ ہوا۔ جب میں بلند شہر پہنچا۔ اولاً ملا، تو طبیعت ٹھیک تھی۔ فرمایا تمہاری آمد کی خوشی میں سنبھل گئی۔ وصیت نامہ تیار تھا۔ ۱۷؍دسمبر سہ پہر سے ملکیت وجائیداد کے کاغذات وحسابات دیکھنے اور سمجھنے شروع کردئے اور اگلے دن کو صبح سے شام تک یہی کام کیا۔ تیسرے دن ۱۹؍دسمبر دوپہر تک اس کام سے فارغ ہوا۔ عدالت کے کارندے منشی اوصاف علی صاحب اس کام میں شریک رہے۔ منشی جی کو کہیں اگر کوئی پیچیدگی پیش آتی، حضرت اسے سلجھادیتے تھے۔ اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا کہ وصیت نامہ بعد نظر ثانی مکمل ہوگیا۔ اس میں سب وارثوں کے نام ملکیت وجائیداد کی تقسیم درج ہوئی اور خاندانی امور کے متعلق ضروری ہدایات بھی۔ اس وصیت نامہ کے بعد خاندان میں کوئی اختلاف نمودار نہ ہوسکا اور اتفاق رہا۔ (صراط الحمید ج۲ ص۱۷)

حج بدل کی وصیت وتاکید

۱۸؍دسمبر کو جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ اطمینان سے بیٹھے تو والد صاحب نے خود ہی حرمین شریفین کا ذکر چھیڑا۔ مجھ سے حالات سننا شروع کئے، جب مدینہ کا ذکر چلا تو طبیعت مچل گئی۔ رقت شروع ہوگئی۔ گھر کی بہو بیٹیاں آبیٹھیں، دلوں کا جوش آنکھوں سے جاری ہوگیا۔ یقین ہورہا تھا کہ غلام اپنے آقا کی توجہ سے سرفراز ہوئے ہیں۔

اثر اتنا تو ہو جذب دل ناشاد کبھی
مجھ کو بھولے سے مدینے میں کریں یاد کبھی
ہجر کی میری زبانی سنیں روداد کبھی
ہند میں کرنا مری خاک نہ برباد کبھی

حضرت نے اسی حالت میں فرمایا کہ دلوں کے حال سے اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے۔ مجھے عمر بھر حج وزیارت کی تمنا رہی اور دوایک مرتبہ تو تہیہ سفر بھی ہوگیا۔ لیکن نہ معلوم کیا مصلحت الٰہی تھی کہ تمنا پوری نہ ہوسکی اور دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ تم حج سے آئے میری ہمت بڑھ گئی کہ تم کو ساتھ لے کر جاؤں گا، آرام رہے گا۔ لیکن جسم میں طاقت تھی تو نگاہ بے کار تھی۔ اب نگاہ درست ہوئی تو طاقت نے جواب دے دیا۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ حتی الامکان خود ہی جاکر میرا حج بدل ادا کرنا اور مدینہ حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا۔ حرم نبوی کے خدام اور مدینہ کے حاجت مند باشندگان کی خدمت میں ایک ہزار روپیہ پیش کرنا۔ اس کے لئے میں اپنے اندوختہ سے دوہزار روپے کی وصیت کرتا ہوں۔ ۱۱؍جنوری کی رات گزری تیسرے رمضان کو صبح کے وقت وفات پائی۔ قمری حساب سے اکیانوے سال اور گیارہ یوم کی عمر پائی تھی۔ (صراط الحمید ج۲ ص۱۸)

حج بدل کے لئے روانگی اور حضرت گیسودرازؒ کے مزار پر حاضری

تاریخ ۹؍مارچ ۱۹۳۳ء یوم پنجشنبہ شام کو پانچ بجے حیدرآباد سے رات بارہ بجے گلبرگہ پہنچے اور حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسودرازؒ کے آستانہ معلی پر فاتحہ پڑھی، پھر رخصت ہوئے۔ برنی صاحب فرماتے ہیں:

’’اوّل تو حضرت ماشاءاللہ سلطان دکن ٹھہرے، دوسرے خدا کے فضل سے اپنا چشتیہ سلسلہ راست حضرت ہی کا سلسلہ ہے۔اس نسبت سے محمدی کہلاتے ہیں۔ یہاں ہمارے سوا راست محمدی سلسلہ کم نظر آتا ہے۔‘‘ (صراط الحمید ج۲ص۴۱)

بمبئی سے جہاز میں سوار ہوئے تو پلین نمبر پانچ میں جگہ ملی، ان کی برتھ کے مقابل برتھ پر ایک قدیم دوست کا بستر جما۔بیس برس کے بعد بغیر توقع جو یکا یک ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ چند سیکنڈ پہچاننے میں لگے،اس کے بعد جو گلے لگے تو کئی منٹ بغل گیر رہے۔

اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
بہتر ہے ملاقات مسیحا وخضر سے

ہم نے ایک ہی سال میٹرک کا امتحان درجہ اوّل میں پاس کیا۔ایک ہی سال علی گڑھ میں داخل ہوئے۔ دونوں ہونہار سمجھے جاتے تھے۔فرق سنئے ڈاکٹر ضیاءالدین صاحب نے ان کو بہلا پھسلا کر ریاضی وسائنس میں کھینچا، ہم فنون میں جے رہے۔انہوں نے بی۔ایس۔سی کیا ہم نے اکنامکس میں ایم۔اے کیا۔ ایل۔ایل۔بی کی سند دونوں نے حاصل کی۔ان کا وطن مظفر نگر، ہمارا بلند شہر۔کالج میں یہ کچی بارک میں،ہم پکی بارک میں رہتے تھے۔ یہ نماز کے مانیٹر اور ہم طعام کے مانیٹر تھے۔سوٹ بوٹ سے دونوں الگ تھے۔کالج کی رعایت سے یہ داڑھی کی تواضع کرتے تھے۔ہم اس سے بھی بے فکر تھے۔اب ان کی یک مشت میں دو انگشت کی کسر ہے اور اپنی رہی خشخشی۔اب یہ خاصے مولوی نظر آتے ہیں۔ بفضلہ عنقریب حاجی بھی ہوجائیں گے۔ یہ نماز کے شروع ہی سے پابند تھے۔اب ماشاءاللہ ذکراذکار ہیں۔اشغال بھی مراقبے بھی ہیں اور کیوں نہ ہوں۔حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مرید ہیں۔

انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب کہ حضرت الحاج مولانا منفعت علی صاحب انگریزی تعلیم یافتہ جماعت میں بڑے بزرگ شمار ہوں گے۔اپنا تو وہی حال ہے۔

گزری جہاں کے باغ میں یکساں برنگ سرور
سوکھے کبھی خزاں میں نہ پھولے بہار میں

وہی طرز، وہی روش، وہی وضع قطع، ہم نے ایل۔ایل۔بی کرتے وقت سوچ لیا تھا کہ:’’داشتہ آید بکار‘‘ البتہ منفعت علی نے اس سند سے خوب کام لیا۔سہارنپور میں چوٹی کے وکیل ہیں۔ہم تعلیم وتصنیف میں مصروف ہیں۔ (صراط الحمید ج۲ص۵۹)

مقامات زیارت

برنی صاحب فرصت کے اوقات میں آثار قدیمہ کی زیارت کے لئے بھی جاتے تھے۔ جو سعودی حکومت نے اب ڈھادیئے تھے۔جیسے مولد النبی ﷺ،مولد فاطمہؓ،مولد علیؓ۔

چنانچہ برنی صاحب فرماتے ہیں:’’یہ تینوں مقام اب ویران چٹیل میدان پڑے ہیں۔لوگ پتہ بتاتے ڈرتے ہیں۔کوئی نہ بتائے تو گمان بھی نہیں ہوتا کہ یہاں دنیا کی بہترین مرصع اور متبرک عمارات کھڑی تھیں۔ظاہر وباطن کی نعمتوں سے مالا مال تھیں۔ان کی زیارات سے آنکھوں میں نور، دل میں سرور آتا تھا۔اب وہ سب خواب

وخیال ہوگیا۔البتہ جو حقیقی برکات ہیں وہ حقداروں کے واسطے قائم ودائم ہیں۔“ (صراط الحمید ج۲ص ۸۷)

غسل کعبہ کا معطر زم زم کا گلاس

برنی صاحب معلم کے چھوٹے بھائی حسین صاحب کے ساتھ ۴رذی الحجہ یوم پنجشنبہ صبح کے وقت شیبی صاحب سے ملاقات کی غرض سے نکلے، جاتے وقت حرم شریف سے گزرے تو حسین نے کہا آج بیت اللہ شریف کو غسل دیا گیا ہے۔ان کا مکان اس کی خوشبو سے معطر تھا۔جب برنی صاحب پہنچے تو شیبی جلالۃ الملک سے ملنے گئے تھے۔ذرا سی دیر بیٹھے تو حسین نے شیبی کے صاحبزادے سے پانی مانگا۔اس نے ٹھنڈا زم زم پیش کیا۔

برنی صاحب فرماتے ہیں:”مجھ سے دریافت کیا گیا میں کیوں انکار کرتا،لیکن زہے قسمت ہم کو بلا طلب اور بلا توقع غسل کا معطر زم زم ایک بڑا گلاس بھر کر عطاء ہوا۔عطیہ الٰہی تھا،فوراً ادب سے پی لیا۔خوشبو سے دماغ بس گیا۔خوشی سے دل بھر گیا۔سچ پوچھے تو روح مست ہوگئی۔اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔“

حسین نے مبارک باد دی کہ ایسا تبرک بن مانگے قسمت والوں کو ملتا ہے۔تیری نیک فالی ہے۔شیبی صاحب کا تھوڑا انتظار کیا۔اس کے بعد رخصت ہوئے اور جہاں کہیں جانا تھا گئے۔سب نے سن کر مبارک باد دی اور بتایا کہ احرام میں معطر زم زم پی لیا تو دم واجب ہے۔ہم نے عرض کیا ہمیں تو وہم وگمان بھی نہ تھا لیکن ۔

گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے

دو دم بسر وچشم حاضر ہیں۔سچ پوچھئے تو ایسا تبرک سو دم میں بھی سستا ہے۔ (صراط الحمید ج۲ص۸۵،۸۶)

بیت اللہ میں ایک گھنٹہ

۵رذی الحجہ کو فجر کی نماز کے بعد ہر شخص کو بیت اللہ میں داخلہ کی عام اجازت دی جاتی تھی۔اسی میں برنی صاحب بھی اندر گئے تھے۔اس میں بھیڑ بہت ہوتی تھی۔اس لئے زیادہ دلجمعی سے قیام اور دعاء کرنے کا موقع کم ملتا تھا۔دوسرا شیبی صاحب کو نذرانہ پیش کرنے پر خصوصی اجازت سے داخلہ ملتا تھا۔اس میں یکسوئی ہوتی تھی۔برنی صاحب نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔

ان کا بیان ہے کہ:”ہم نے بھی نذر پیش کی صرف چند حجاج کا داخلہ ہوا اور تقریباً ایک گھنٹہ اندر حاضری رہی۔جو پڑھنا تھا پڑھا جو کہنا تھا کہا،جو دیکھنا تھا دیکھا،اللہ اکبر!اس عالم شہادت میں اس سے بڑھ کر کیا رسائی ہوگی۔بیت اللہ شریف کے اندر حاضر ہیں۔عالم باطن خدا پر روشن ہے۔کیا خوب ہو کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوں، اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں داخل ہو۔ہمارا دل پھر بیت اللہ بن جائے،ظاہر کے بیت اللہ میں باطن کا بیت اللہ آجائے،ایک حرم میں دوسرا حرم سما جائے۔کچھ عجب لطف ہو جائے۔“

اور در من و من در دے چوں بگلاب اندر

جن کے دل بیت اللہ تھے،ان ہی کے ہاتھوں نے اس بیت اللہ کی بنیاد ڈالی اور انہی کی دعاؤں سے یہ بیت اللہ آباد ہے۔”سبحان اللہ وبحمدہ“ (صراط الحمید ج۲ص۸۷)

مکہ معظمہ کے دو تبرک

برنی صاحب کو قدیم آثار اور مقدس مقامات کی تصویروں کی جستجو تھی۔ مختلف دکانوں میں دیکھا، لیکن ذخیرہ مختصر تھا۔ کوشش سے ایک غیر معروف قدیم ترکی کمپنی کے فوٹو گرافر کی دکان پر کافی تعداد میں ذخیرہ ملا۔ ان میں بعض نادر تصویریں مل گئیں۔ اس طرح بہت مسلسل اور مکمل البم مرتب ہو گیا۔ دوستوں کے واسطے متفرق فوٹو بچ رہے۔

(صراط الحمید ج۲ص ۸۹)

مکہ معظمہ کے تبرکات! دو تبرک اہم ہیں۔ ایک زم زم اور دوسرے غلاف کعبہ، زم زم ہر وقت ملتا ہے، غلاف کعبہ عشرہ ذی الحجہ کو نیا غلاف چڑھتا اور پرانا اتر کر تبرک بن جاتا ہے! بکتا تھا، امسال یہ ارزاں تھا، پورا کلمہ شریف چار پانچ روپیہ میں ملتا تھا۔ ہم نے دس بارہ خریدے۔ ان میں ایک بہت عمدہ تھا۔ بالکل نیا معلوم ہوتا تھا۔ ایک دکان سے اکٹھے خریدے، رعایت بھی رہی۔ (صراط الحمید ج۲ص ۹۰)

قصر شاہی میں دعوت

برنی صاحب آثار قدیمہ کی تصویروں کی جستجو میں ایک دکان میں تھے کہ دو ہرکارے ان کے نام لفافہ لائے اور بولے کہ ہم آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ یہ دعوت نامے لیجئے اور قصر شاہی میں آج شام تشریف لائیے۔ ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب آپ کے انتظار میں ہیں۔ شرکت کا ارادہ نہ تھا۔ لیکن ڈاکٹر خواجہ کو انتظار تھا۔ ان کے پاس پہنچے تو کہا دونوں ساتھ چلیں گے۔ ان کے اصرار پر قصر شاہی پہنچے، اسلامی ممالک کے معزز مہمان بیٹھے تھے۔ مجمع دیکھ کر جی خوش ہوا۔ جلالۃ الملک تشریف لائے۔ مغربیوں کا لباس بہت خوب تھا۔ بعض احرام میں تھے۔ قیمتی تولئے زیب تن کئے تھے۔ بس ہماری حالت قابل دید تھی۔ معمولی چادروں کا احرام اور وہ میلا سلا، بال پراگندہ گرد آلود، جیسے کوئی دیوانہ، حج کا رنگ خوب چڑھا ہوا۔ امیروں میں ایک فقیر بھی موجود تھا۔ (صراط الحمید ج۲ص ۹۱)

جلالۃ الملک کے آنے پر قصیدہ خوانی ہوئی۔ توحید پر تقریریں سن کر تحریک ہوئی کہ ہم بھی تقریر کرتے۔ لیکن عربی پر ایسی قدرت نہ تھی کہ آخر میں جلالۃ الملک نے کہا کہ اگر کوئی حاجی اپنی زبان میں تقریر کرنا چاہے تو اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے گا۔ میں کھڑا ہوا میں نے کہا توحید کا دھرانا چنداں کارگر نہیں، رسالت کے اعلان اور وضاحت کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اس ایمانی توحید کا دھرانا ہے جو رسالت کے طفیل حاصل ہوتی ہے اور جو اسلام کے باہر میسر نہیں آسکتی۔ وہی مطلوب ہے، رسالت میں ہر کوئی سنت پر زور دیتا ہے اور زور دینا بجا ہے۔ اس لئے کہ قرآن میں اتباع کی تاکید ہے۔ لیکن بہت سے اس راز سے بے خبر ہیں کہ محبت اور تعظیم اتباع کی جان ہیں۔ انہی دونوں کے صحیح امتزاج سے حقیقی اتباع پیدا ہوتی ہے۔ محبت میں قوت ہے اور تعظیم میں اعتدال۔ جس اتباع کی بنیاد محبت اور تعظیم پر نہ ہو وہ محض ایک رسمی تقلید ہے۔ اتباع نہیں ہے اور نہ اتباع کی خیر و برکت ہے۔ اتباع کے واسطے محبت و تعظیم کس درجہ لازم ہے۔ اہل علم اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں توحید کے پہلو بہ پہلو حضور رحمتہ للعالمین ﷺ کی محبت و تعظیم کی جو تعلیم ہے وہ دنیا میں بے نظیر ہے کہ عبدیت میں انتہائی محبوبیت و رفعت موجود ہے۔ (صراط الحمید ج۲ص ۹۵)

اس شاہی دعوت میں مغرب کے پیر طریقت سید عبدالحئی کنانی اور ملا شور بازار بھی شریک تھے۔ کنانی اپنے اثر و اقتدار میں حضرت شیخ سنوسیؒ کے ہم پلہ جانے جاتے تھے۔ (صراط الحمید ج۲ص ۹۸)

دوسرے دن ایک عرب نے موصوف کا تعارفی کارڈ دیا کہ حضرت کو ملاقات کا اشتیاق ہے۔ چنانچہ بعد مغرب حرم میں شیخ سے نیاز حاصل ہوا۔ گلے لگایا، بہت دعائیں دیں، اردگرد عربوں کا مجمع تھا۔ حضرت کے ساتھ ترجمان بھی تھا۔ میرے ساتھ عبدالرحمٰن تھے۔ فرمایا تمہاری تقریر مؤثر اور بہت مقبول تھی۔ اسلامی جذبات کے اظہار میں تم نے تمام اسلامی ممالک کی طرف سے وکالت و نیابت کی۔ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے جس کو چاہے عطاء فرمائے۔ میں نے عرض کیا حضرت تقریر اردو میں تھی۔ اس کا عربی میں ترجمہ بھی نہیں ہوا۔ پھر عربوں پر اس کا اثر کس طرح ہوا۔ فرمایا ایمان و اخلاص میں بھی اثر ہے۔ تمہاری آواز لب ولہجہ سے حقانیت ٹپکتی تھی۔ دل لذت اندوز ہو رہے تھے اور تم نے درمیان درمیان میں جو آیات پڑھیں، ان آیات نے عربوں پر مقصد خوب واضح کر دیا۔ جلسہ حب رسول اللہ ﷺ سے مست ہو گیا۔ یہ بیان اختیاری نہیں، فضل الٰہی ہے۔ (صراط الحمید ج۲ص ۹۸،۹۹)

برنی صاحب کا مسلک و مشرب

برنی صاحب علی گڑھ کے تعلیم یافتہ تھے۔ وہ باقاعدہ عالم نہ تھے، نہ دیوبندی علماء سے پڑھا تھا، نہ بریلوی علماء کے مدرسہ کے فاضل تھے، گھرانہ دین دار تھا۔ اس میں میلاد ہوتا تھا۔ جو اس زمانہ میں صوفیانہ مشرب بزرگوں میں رائج تھا۔ ان کی والدہ نذر و نیاز (بزرگوں کی روحوں کو ایصال ثواب کے لئے خیرات) بہت احتیاط و اہتمام سے کرتی تھیں۔ (صراط الحمید ج۱ص ۳۱۹)

برنی صاحب صوفی مشرب تھے اور صوفیہ سے ان کا تعلق ہر زمانہ میں برابر قائم رہا ہے۔ اس لئے وہ برزنجی اور قصیدہ بردہ پڑھتے تھے۔ سیرت اور میلاد النبی ﷺ کے جلسہ میں جاتے، بہت عمدہ اور زوردار تقریر کرتے تھے۔ اس میں دانشور، محققین، تعلیم یافتہ اور اہل علم بکثرت آتے تھے۔ نیز حیدرآباد کے فرمانروا عثمان علی خان بھی شرکت کرتے تھے۔ ''قادیانی مذہب'' اسی جلسہ کا مظہر اور ثمرہ ہے۔

بایں ہمہ وہ ایک منصف مزاج شخص تھے۔ اس لئے علمائے دیوبند سے ان کو کد اور نفرت نہ تھی۔ بلکہ ان کی کتابیں پڑھتے، ان سے استفادہ کرتے اور ان کی خوبیوں کا اعتراف کرتے، انہیں حضرت گنگوہیؒ کو'' رحمۃ اللہ علیہ '' لکھنے میں تکلف نہ ہوتا۔ چنانچہ حج بدل کی بحث میں لکھتے ہیں:'' حضرت مولانا عبدالرشید (مطبوعہ نسخہ میں عبدالرشید چھپا ہے۔ یہ موصوف کی لغزش قلم ہے) (رشید احمد) گنگوہیؒ نے اس (حج بدل کے) مسئلہ کو اپنی تالیف'' زبدۃ المناسک'' میں بہت وضاحت اور تاکید سے بیان فرمایا ہے۔ یہ تالیف دیکھنے کو تو مختصر سی ہے۔ لیکن غور و فکر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ واقعی دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اس سے مولانا کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔'' (صراط الحمید ج۲ص ۶۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:'' زبدۃ المناسک دیکھنے میں گو ایک چھوٹی سی اردو کتاب ہے، حضرت مولانا حاجی رشید احمد گنگوہیؒ نے تمام مسائل حج اس خوبی سے یکجا کر دیئے کہ دریا کوزہ میں بند نظر آتا ہے۔ غور کیجئے تو اجمال میں تفصیل موجود ہے۔''

اس سے حضرت کے تبحر علمی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک علمی کرامت نظر آتی ہے۔ حجاج کے لئے یہ کتاب بڑی نعمت ہے۔ مولوی یحییٰ صاحب تاجر کتب گنگوہ شریف سہارنپور نے اس کو شائع کیا ہے۔ (صراط الحمید ج۱ص۳۰۴)

وہ شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے والد مولانا ذوالفقار علی دیوبندی کی کتاب قصیدہ بردہ کی شرح ''عطر الوردہ'' کا یوں ذکر کرتے ہیں: ''قصیدہ بردہ کی اردو میں کئی شرحیں موجود ہیں۔ ایک شرح ''عطر الوردہ'' کے نام سے، مطبع مجتبائی دہلی نے شائع کی ہے، خوب ہے۔ (صراط الحمید ج۱ص۱۸۳)

حضرت مولانا شفیع الدین مہاجر مکی جو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ ومجاز تھے اور حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ ان کے مرید وخلیفہ تھے۔ مناسک حج کے ماہر تھے۔ برنی صاحب نے مدینہ منورہ کی آمدورفت کے متعلق احرام کے مسائل ان سے پوچھ کر زینت کتاب کئے تھے۔

چنانچہ لکھتے ہیں: ''حضرت مولانا شفیع الدین نگینہ والے مدت دراز سے بحیثیت مہاجر مکہ معظمہ میں مقیم ہیں۔ حضرت کے علم وفضل کا کیا کہنا۔ سبحان اللہ! خاص کر مناسک حج پر ایسا عبور بہت نادر ہے۔ اسی لئے حضرت سند مانے جاتے ہیں۔ دوسرے حج میں تحقیق مناسک (میں) حضرت سے نیاز حاصل ہوا۔ اس ناچیز کے حال پر بہت عنایت شفقت مبذول رہی۔ چنانچہ مدینہ منورہ کی آمدورفت کے متعلق احرام کے مندرجہ بالا مسائل حضرت کا عطیہ ہیں جو بطور خیر جاریہ درج کئے گئے ہیں۔'' (صراط الحمید ج۱ص۲۵۳)

برنی صاحب نے علمائے دیوبند کی تعلیمی خدمات کا اعتراف مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے: ''اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ علمائے دیوبند میں اشاعت تعلیم کا جو حوصلہ اور سلیقہ ہے۔ اس کی مثال ہندوستان کے دیگر علماء میں کم نظر آتی ہے۔ البتہ عقائد کی بحث جدا ہے۔ یہ ایک قدیم بحث ہے نئی نہیں۔'' (صراط الحمید ج۲ص۱۳۸)

برنی صاحب کو مولانا مناظر احسن گیلانی (المتوفی ۱۹۵۶ء) سے جاننے والا کون ہوگا۔ دونوں جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر تھے۔ دوست تھے۔ ایک پیر کے مرید وخلیفہ تھے۔ وہ برنی صاحب کے متعلق اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں: ''پروفیسر الیاس برنی میرے ہم مشرب دوست ہیں۔''

(مکاتیب مناظر احسن گیلانی مرتبہ منت اللہ رحمانی مونگیر دارالاشاعت رحمانی ۱۹۷۳ء ج۱ص۱۰۳)

سالانہ ختم نبوت کانفرنس لورالائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام سالانہ ختم نبوت کانفرنس لورالائی میں بھی منعقد ہوئی۔ لورالائی میں کانفرنس سے مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد ممتاز خطیب جامع مسجد لورالائی، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبداللہ جان نے ختم نبوت کے بارے میں بیان کیا۔ علماء کرام نے لورالائی میں مولانا محب اللہ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور مولانا عبداللہ جان کے مدرسوں کا دورہ کیا اور طلباء کرام سے خطاب کیا۔ لورالائی میں کانفرنس کے انتظامات مولانا محمد عمر، خواجہ حاجی محمد اشرف، مولانا محمد ممتاز، حافظ اجمل، ماسٹر محمد اختر نے کئے تھے۔

شاہ نفیس رقم الحسینیؒ!

برصغیر کے ایک عظیم مصلح، نامور خطاط اور صاحب دل شاعر

ڈاکٹر خلیل الدین شجاع الدین مکہ مکرمہ

تمہید

۵؍فروری ۲۰۰۸ء بمطابق ۲۶؍محرم الحرام ۱۴۲۹ھ، منگل کی صبح، مکہ مکرمہ میں لاہور سے یہ غمناک خبر موصول ہوئی کہ عصر حاضر میں خانوادۂ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ایک عارف باللہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، پرجوش مجاہد، برصغیر کے ایک معروف صاحب فکر و مصلح، شعروادب کی دنیا کے ایک عظیم صاحب دل شاعر، دور حاضر میں فن خطاطی کے امام، شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت شاہ نفیس رقم الحسینی کا وصال ہوگیا ہے۔''انا للہ وانا الیہ راجعون''

شاہ صاحبؒ کا مختصر تعارف اور سلسلۂ نسب

آپ کا مکمل نام سید انور حسین نفیس الحسینی معروف بنام حضرت شاہ نفیس صاحب ہے۔ شاہ صاحب کی ولادت ۱۱؍مارچ ۱۹۳۳ء بمطابق ۱۳؍ذی القعدہ ۱۳۵۱ھ ہے اور وطن سیالکوٹ قصبہ گھوڑیالہ ہے۔ چودہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب برصغیر کے ایک عظیم صوفی بزرگ خواجہ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسودرازؒ تک پہنچتا ہے۔ جو خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے جانشین خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے خلیفۂ اعظم تھے۔

شاہ نفیس الحسینیؒ کا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے تعلق

شاہ صاحبؒ عالم شباب ہی سے شرافت اور اخلاص ومحبت کے پیکر تھے۔ لیکن آپ کے دل کی گہرائیوں میں عشق الٰہی کی چھپی ہوئی چنگاری کو ابھرنے کے لئے کسی عارف باللہ کی سرپرستی کی ضرورت تھی۔ لہٰذا ان جذبات کو شاہ صاحب کے الفاظ میں ہی سننا زیادہ بہتر ہوگا کہ:

''ادھر ایک عرصہ سے میرے دل کا یہ حال تھا کہ اندر ہی اندر خدا طلبی کی آگ سلگ رہی تھی۔ بزرگوں کے تذکرے اکثر میرے زیر مطالعہ رہتے تھے۔ اس طرح اپنے ذوق کو تسکین دیتا رہا۔ لیکن یہ پیاس کتابوں سے کہاں بجھنے والی تھی۔ بلکہ یہ تو پیر مغاں کے انتظار میں تھی جو صراحی دل سے کچھ اس طرح پلائے کہ ہونٹوں کو خبر تک نہ ہو اور پیمانہ قلب لبریز ہو جائے۔ آخرکار مشیت خداوندی نے مرشد المشائخ، قطب الارشاد حضرت اقدس مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت بابرکت میں پہنچا دیا۔''

۱۹۵۶ء سے شاہ صاحب شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے وابستہ ہوئے اور ایک سال کے قلیل وقفے ہی میں آپ خلیفہ مجاز قرار دیئے گئے۔ بعدازیں آپ نے ایک صاحب دل مصلح کی حیثیت سے تادم

اخیر اللہ کے لاکھوں بندوں کا اللہ سے تعلق جوڑنے کے مشن کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اسی عظیم مقصد میں اپنی زندگی صرف کردی۔

فن خطاطی کی مختصر تاریخ اور عالمی سطح پر بحیثیت خطاط شاہ صاحب کی خدمات کا اعتراف

فن خطاطی ملت اسلامیہ کی تہذیب وثقافت کا ہمیشہ سے ایک جزو رہا ہے۔ عراق، شام، ترکی کے علاوہ برصغیر میں خصوصاً ہندوپاک میں فن خطاطی کی ایک قدیم تاریخ موجود ہے۔ برصغیر میں خصوصاً دہلی ولاہور میں موجود آج بھی قدیم مساجد، مقبروں اور دیگر تاریخی عمارتوں میں مختلف کتبات سے فن خطاطی کے نادر نمونوں کا اظہار ہوتا ہے۔ لاہور کی شاہی مسجد، دہلی کی جامع مسجد، تاج محل، قطب مینار، فتح پور سیکری، اورنگ آباد میں بی بی کا مقبرہ وغیرہ کے درودیوار آج بھی فن خطاطی کے شاندار مظہر ہیں۔ مغل حکمرانوں میں سلطان اورنگزیب اور بہادر شاہ ظفر بھی اپنے زمانے کے بہترین خطاط تھے اور انہوں نے قرآن کریم کی کتابت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔

علاوہ ازیں ہندوپاک میں کئی معروف علماء مثلاً مفتی اعظم ہند، مفتی کفایت اللہ دہلوی، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مفتی محمد شفیع عثمانیؒ مفتی اعظم پاکستان وغیرہ بھی اپنے زمانے کے اعلیٰ درجہ کے خطاط تھے اور ان حضرات کے قلم سے لکھے فتاویٰ اور مختصر خطوط کی دوبارہ کتابت کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ خطاطی کی دنیا میں عالمی سطح پر معروف شاہ نفیس الحسینیؒ ’’نفیس رقم‘‘ صاحب کو نہایت ممتاز ونمایاں حیثیت سے ہمیشہ یادرکھا جائے گا۔

شاہ صاحب نے ۱۹۴۸ء سے فن خطاطی کی ابتداء کی اور بنیادی تعلیم اپنے والد سید محمد اشرف علیؒ سے حاصل کی۔ جو اپنے زمانے میں قرآن مجید کی خطاطی میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ بعدازیں ۱۹۵۲ء سے آپ نے لاہور میں فن خطاطی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ فن خطاطی میں خط نستعلیق، خط کوفی، خط ثلث، خط رقعہ، خط نسخ اور خط اجازہ میں آپ کے نادر نمونے کافی مشہور ہیں۔ حرم شریف میں بھی آپ کو فن خطاطی کے کام کا شرف حاصل ہوا ہے۔

علاوہ ازیں مینار پاکستان، ایوان اقبال اور عجائب گھر لاہور وغیرہ میں بھی شاہ صاحب کے خطاطی کے نادر نمونوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ فن خطاطی میں عالمی سطح پر آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے حکومت پاکستان کی جانب سے آپ کو پہلا پرائیڈ آف پاکستان بھی حاصل ہوا تھا۔ علاوہ ازیں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق نے بھی شاہ صاحب کے خطاطی کے شہ پاروں سے متاثر ہوکر ایک نمائش میں پچیس ہزار روپیوں کے انعام سے بھی نوازا تھا۔

شاہ صاحب نے سیرت نبوی ﷺ پر قاضی سلیمان منصور پوریؒ کی معروف کتاب ’’رحمتہ للعالمین ﷺ‘‘ کی کتابت سے ابتداء کی جس سے آپ کی سیرت طیبہ سے وابستگی کا اندازہ بھی بخوبی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں روزنامہ ’’آزاد‘‘ لاہور اور روزنامہ ’’اوصاف‘‘ میں بھی آپ نے خطاطی کے نمونے پیش کئے۔ چند معروف کتابیں جن کے ٹائٹل شاہ صاحب نے تیار کئے ان میں خصوصاً:

- ...... سیرت النبی ﷺ (علامہ شبلی نعمانیؒ، سید سلیمان ندویؒ)
- ...... مولانا ابوالکلام آزاد کا مشہور اخبار ’’الہلال‘‘ کی مکمل عکسی اشاعت۔

- ...... تفسیر معارف القرآن، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانیؒ
- ...... معارف الحدیث، مولانا محمد منظور نعمانیؒ
- ...... ماہنامہ ’’البلاغ‘‘ ترجمان دارالعلوم کراچی کا مفتی اعظم نمبر
- ...... ماہنامہ ’’سیارہ‘‘ ڈائجسٹ لاہور کا قرآن نمبر

وغیرہ وغیرہ میں آپ کے خط نفیس کے نمونے موجود ہیں۔

شاہ صاحب کے بارے میں سابق جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کے الفاظ

فن خطاطی میں آپ کے مقام نیز دیگر خوبیوں اور خصوصیات کو سمجھنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی صاحب کی شاہ صاحبؒ کے بارے میں حسب ذیل تحریر کا ذکر کیا جائے۔

’’ہمارے مخدوم بزرگ حضرت شاہ صاحب کے نام سے زیادہ معروف ہیں۔ ان اصحاب کمال میں سے ہیں جن کی نظیر کسی زمانے میں خال خال ہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فن خطاطی میں جو مرتبہ عطاء فرمایا ہے اور ان کے قلم سے خوشنویسی کے جو شاہکار وجود میں آئے ہیں وہ ملک وملت کے لئے قابل فخر ہیں اور خطاطی کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن بڑی بات یہ ہے کہ ان کی کتابت کی طرح ان کی شخصیت بھی حسن وجمال کا مرقع ہے۔ ان کے ہاتھوں سے پھول کھلتے اور باتوں سے پھول جھڑتے ہیں۔ اپنے فن اور ہنر میں بام عروج تک پہنچنے کے باوجود ان کی ادا ادا میں تواضع، مسکنت اور سادگی رچی ہوئی ہے اور ان کا پورا وجود حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے اس فیض صحبت کی مثال ہے جس نے انہیں سراپا عشق (حقیقی) بنادیا ہے۔‘‘

ہندوستان کے معروف عالم دین اور شاہ صاحب کے خلیفہ مجاز مولانا سلمان الحسینی کا بیان

شاہ صاحب کے انتقال پر محترم مولانا سلمان الحسینی صاحب سے راقم نے ٹیلی فون پر گفتگو کی تو شاہ صاحب کے تعلق سے آپ نے فرمایا کہ:

’’شاہ نفیس رقم الحسینیؒ حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ کے پاکستان میں آخری خلیفہ تھے۔ شاہ صاحب بہت سے معاملات میں مثلاً مزاج، طبیعت حتیٰ کہ شکل وصورت میں بھی حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔ زندگی کے آخری دور میں انہیں مرجعیت حاصل ہوگئی تھی۔ کثیر تعداد میں ممتاز وجید علماء آپ سے مشورہ بھی لیتے تھے اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ مختلف مذہبی امور میں رجوع بھی ہوتا تھا۔ حضرت سید احمد شہیدؒ سے شاہ صاحب کو بے پناہ عقیدت ومحبت تھی اور لاہور میں آپ نے ’’سید احمد شہیدؒ‘‘ کی اکیڈمی کا بھی قیام کیا ہے۔‘‘

شاہ صاحبؒ کی ہمہ جہت شخصیت

لاہور سے محترم اظہار احمد گیلانی صاحب نے شاہ صاحبؒ کی ہمہ جہت شخصیت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے۔ ’’سید نفیس الحسینی کی ہمہ جہت شخصیت کے مختلف شاندار اور تابناک پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے لئے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ سید نفیس الحسینی محض ایک مرجع خلائق شیخ طریقت ہی نہیں بلکہ ایک نہایت خلیق وملنسار

انسان بھی ہیں۔ان کے گرویدہ فریفتہ مداحین کو ان کی شخصیت کے جس پہلو نے سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ ان کے اخلاق حسنہ کے لحاظ سے ان کا ایک عظیم انسان ہونا ہے اوراس ایک جملے میں ان کے تمام کمالات، اوصاف اور محاسن مجتمع ہیں۔‘‘(بحوالہ برگ گل)

پاکستان کے ایک معروف عالم دین مولانا مجاہدالحسینی کی رائے

پاکستان میں کراچی سے شائع ہونے والے ایک مشہور اخبار’’ہفت روزہ ضرب مؤمن بتاریخ ۱۷تا۲۱رفروری ۲۰۰۸ء‘‘میں شاہ صاحب کے تعلق سے مولانا مجاہدالحسینی صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار یوں فرمایا ہے:

’’حضرت پیر طریقت مولانا سید انور حسین نفیس رقم الحسینیؒ اگرچہ کسی دینی مدرسے کے فارغ التحصیل اور مستند عالم دین نہ تھے۔لیکن خداداد صلاحیتوں اور ممتاز علماء ومشائخ کی مجلس سے اکتساب علم ودانش کے باعث وہ علوم وفنون کی مہارت تامہ سے سرفراز تھے۔ان کی ذات گرامی چشمہ فیض رساں کی مانند تھی۔آپ سے جہاں بیشمار بندگان خدا نے روحانی فیوض وبرکات سے دامن بھرے۔وہاں وہ جامعہ مدنیہ لاہور کے طلباء کو فن خطاطی سے آراستہ کر کے اسلامی فن ثقافت وکتابت کے احیاء وفروغ کے لئے سرگرم عمل رہتے تھے اوران کی ذات ایک اکیڈمی کا درجہ رکھتی تھی۔‘‘(بحوالہ ہفت روزہ ضرب مؤمن کراچی بتاریخ ۱۷تا۲۱رفروری ۲۰۰۸ء)

شاہ صاحب ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک

فیصل آباد کے جامعہ ملیہ اسلامیہ سے شائع ہونے والا ماہنامہ’’ملیہ‘‘کے ایڈیٹر جناب ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب نے شاہ صاحب کے تعلق سے ایک اداریہ لکھا ہے کہ:

’’جب کوئی شخص دنیا سے جاتا ہے تو لوگ اس کے متعلق بتایا کرتے ہیں کہ یہ فلاں شخص جو دنیا سے گیا ہے وہ یہ تھا۔اس میں فلاں فلاں خوبیاں تھیں۔مگر میں یہاں یہ کہوں گا کہ شاہ صاحبؒ کیا نہیں تھے۔وہ کوئی عالم دین نہیں تھے۔مگر سارے علماء ان کے پاس بیٹھنا اوران سے علم سیکھنا اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔وہ خطیب نہیں تھے مگر ہر خطیب استفادہ کے لئے ان کا محتاج تھا۔خطیب حضرات جس کے نعتیہ اشعار پڑھ کر اپنی خطابت کو زینت بخشتے تھے وہ نعت خواں نہیں تھے نعت گو تھے۔مگر نعت خواں ان کا کلام پڑھ کر داد تحسین حاصل کرتے تھے۔وہ مالدار نہیں تھے۔مگر ان کے کہے بغیر لوگ اپنا مال ان کے قدموں میں ڈالنے کے لئے بے چین رہتے تھے۔وہ جاگیردار نہیں تھے لیکن بڑے بڑے جاگیرداران کی خدمت کو باعث سعادت سمجھتے تھے اوروہ سیاست داں نہیں تھے مگر سیاست کے وہ رموز پیش کرتے تھے کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔‘‘

شاہ صاحب کے چند خصوصی اوصاف

حضرت شاہ صاحب کو عوام وخواص دونوں طبقوں میں انتہائی مقبولیت حاصل تھی۔علماء، مشائخ اور ہر طبقہ کے لئے آپ سرپرست، مربی ومخدومی کی حیثیت رکھتے تھے۔بلکہ ایک عالم دین نے تو آپ کے لئے شجر سایہ دار کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں روزانہ سینکڑوں افراد آتے اور فیضیاب ہوتے، آپ اخلاق کریمانہ اور شفقت کے پیکر تھے۔ آپ سے ملاقات کرنے والوں پر آپ کے اخلاق اور مہمان نوازی کے نقوش ثبت ہو جاتے اور وہ حضرات آپ کے گرویدہ ہو جاتے۔ نرم کلامی آپ کے مزاج کا ایک بنیادی عنصر تھا۔ کراچی سے شائع ہونے والے مشہور اخبار ''ضرب مؤمن'' میں مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب نے کیا خوب انداز میں شاہ صاحب کے تعلق سے لکھا ہے کہ شاہ صاحب کی نماز اور دعاء دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی جو خشوع وخضوع، تواضع اور مسکنت ان کے سراپا سے جھلکتی تھی۔ آج کے دور میں شاذ و نادر ہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ یہ تواضع ومسکنت صرف نماز کی حد تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ان کی ساری زندگی عاجزی کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اپنے فن کی شہرت پر گھمنڈ، نہ خاندانی کارناموں کا تذکرہ، اور نہ ہی شاگردوں پر رعب جھاڑنے کی عادت، نہ مزاج میں سختی، اور نہ ہی انداز سخن میں تلخی، زیادہ تر خاموش رہتے۔ حاضرین کو بولنے کا موقع زیادہ دیتے، بأمر مجبوری بولنا پڑتا تو آواز پست رکھتے اور انتہائی دھیمے انداز میں اپنی رائے کا اظہار فرماتے، اسی طرح مولانا ابن انیس حبیب الرحمٰن لدھیانوی صاحب نے شاہ صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ شاہ صاحب نے اپنی زبان سے کسی کی برائی نہیں کی اور دوسروں کی برائی کو سننا بھی کبھی پسند نہیں کیا اور یہ ایک عظیم صفت ہے جس سے کردار میں بلندی جھلکتی ہے۔

رمضان المبارک میں حضرت شاہ صاحبؒ کے معمولات

مکہ مکرمہ میں چند قریبی احباب جنہیں شاہ صاحب کی لاہور میں موجودہ خانقاہ میں رمضان المبارک گزارنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان حضرات کے توسط سے تفصیلات کا علم ہوا ہے کہ شاہ صاحبؒ رمضان مبارک میں تراویح کی نماز مسجد میں پڑھ کر اپنی خانقاہ پہنچ جاتے تھے اور تراویح بعد سحر سے قبل تک قرآن پاک کو سننا آپ کا معمول تھا۔ مختلف حفاظ وطلباء کو تلاوت قرآن کریم سنانے کے لئے متعین کیا جاتا تھا۔ ایک طالب علم اگر تھک جاتا تو دوسرا طالب علم قرآن شریف پڑھنا شروع کرتا تھا۔

لیکن حضرت شاہ صاحبؒ اپنی جگہ پر انتہائی یکسوئی وانہماک سے گھنٹوں قرآن پاک سننے میں مصروف رہتے تھے اور یہ سلسلہ سحر سے قبل تک جاری رہتا تھا۔ پھر آپ تہجد میں مصروف ہو جاتے، تھوڑی دیر بعد سحر کرتے اور سحر بعد فجر تک آرام فرماتے، پھر فجر کی نماز سے فارغ ہو کر صبح آٹھ بجے تک محض چند گھنٹے ہی آپ کی کل نیند ہوتی۔ پھر صبح آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک لکھنے پڑھنے کا معمول رہتا۔ اس کے بعد ظہر، عصر، مغرب، افطار، عشاء اور تراویح کے معمولات رہتے۔ اس طرح سارا رمضان المبارک گذر جاتا۔ آپ کی زندگی کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ شاہ صاحبؒ کی زندگی سورہ (والذاریات) کی درج ذیل آیات کا عملی نمونہ تھی۔

''آخذین مآ اٰتٰھم ربھم انھم کانوا قبل ذلک محسنین ۰ کانوا قلیلاً من الیل ما یھجعون ۰ وبالاسحارھم یستغفرون'' ﴿وہ تو اس سے پہلے ہی نیکو کار رتھے۔ وہ رات کو بہت کم سوتے تھے اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے۔﴾

شاہ صاحب سے راقم کی پہلی ملاقات

۲۰۰۱ء میں پہلی بار راقم تحریر کو شاہ نفیس الحسینی صاحب سے ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی سال شاہ صاحبؒ حج کی غرض سے بیت اللہ شریف آئے تھے۔ اسی سال مخدومی محترمی مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ و ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ ہند) بھی حج کے لئے تشریف لائے تھے۔ ناچیز، محترم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہم سے ملاقات کی غرض سے آپ کی رہائش گاہ پر پہنچا تو حسن اتفاق ہی تھا کہ اس وقت اس مجلس میں حضرت شاہ نفیس الحسینیؒ صاحب بھی تشریف فرما تھے اور راقم السطور کے لئے یہ انتہائی سعادت کی بات ہے کہ شاہ صاحب سے باقاعدہ تعارف محترم مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کے توسط سے ہوا۔ بعدازیں حج کے ان ایام میں شاہ صاحبؒ سے مزید فیض حاصل کرنے کا موقع بھی ملتا رہا۔

ایک شعر کی بدولت شاہ صاحبؒ کی نوازش

یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ حرم مکی شریف میں شاہ نفیس الحسینی صاحب کا محض ایک شعر پڑھنے کی بدولت شاہ صاحبؒ کی جانب سے راقم السطور کے نام لاہور سے مکہ مکرمہ بذریعہ ڈاک شاہ نفیس الحسینی صاحب کی دو کتابیں بطور ہدیہ موصول ہوئیں۔ جو شعر و ادب کی دنیا میں عظیم شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ پہلی کتاب ''برگ گل'' اور دوسری ''شعر الفراق''

اس واقعے کا پس منظر یوں ہے کہ حرم شریف میں پانچ برس قبل ۲۰۰۳ء کے ایام تھے۔ حرم شریف میں ظہر کی نماز کے بعد دیکھا کہ دائیں جانب ایک بزرگ سنت و نوافل میں مصروف ہیں۔ چند لحات کے لئے راقم ان کی جانب دیکھتا رہا۔ کیونکہ یہ بزرگ ایسے لوگوں میں سے تھے۔ جنہیں دیکھ کر اللہ یاد آ جائے اور ان کی شکل و صورت ہندوستان کے مشہور و معروف عالم دین مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ سے بڑی حد تک مشابہ تھی۔ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ان سے کم از کم مصافحہ کرلیا جائے۔ احقر نماز ختم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد احقر نے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کیا اور دعاء کی درخواست بھی کی۔ جب مختصر سا تعارف ہوا تو راقم الحروف نے برجستہ کہا کہ حضرت آج آپ کو دیکھ کر مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کی یاد تازہ ہوگئی۔ مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کا نام سن کر وہ بزرگ آبدیدہ ہوگئے اور انتہائی عقیدت و محبت سے مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ کے تعلق سے چند کلمات خیر بھی کہے اور یہ تھے مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب۔

شاہ صاحبؒ کے خلیفہ مجاز شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید کہروڑ پکا، لودھراں، ملتان سے تعارف

بعدازیں مولانا موصوف سے باقاعدہ تعارف پر علم ہوا کہ آپ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، لودھراں، ملتان (پاکستان) کے شیخ الحدیث ہیں اور عمرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ تشریف لائے ہیں۔ اسے محض اللہ رب العزت کا فضل واحسان ہی کہنا بہتر ہوگا کہ حرم مکی شریف میں کام کرنے کی نسبت پر برصغیر کے اکثر ممتاز و جید علماء کرام اور اکابرین سے تعلق ہوہی جاتا ہے۔ پاکستان کے علماء کا ذکر آنے پر راقم نے دارالعلوم کراچی کے مولانا رفیع عثمانی صاحب، سابق

جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی صاحب، سابق مفتی اعظم پاکستان مفتی زین العابدین صاحب اور حضرت شاہ نفیس رقم الحسینی کے اسماء گرامی کو یاد کیا۔ شاہ صاحب کا تذکرہ آنے پر مولانا عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم نے کہا کہ کیا شاہ صاحب کو آپ جانتے ہیں؟ احقر نے اثبات میں جواب دیا اور برجستہ شاہ صاحب کے چند اشعار سنائے۔

دریا جو بہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت
ہر قطرہ کہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت
جو بار اٹھا سکے نہ ارض وجبال وافلاک
انسان سہہ رہا ہے سبحان تیری قدرت

حرم شریف میں شاہ صاحب کے ان اشعار کو سن کر مولانا عبدالمجید صاحب نے فرمایا کہ:

''جب درہ خیبر سے گذر رہے تھے۔ وہاں آبشار سے پانی کا گرنا، اسی وقت قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کی حمد وثناء کو بیان کرنا، یہ ایک ایسا پس منظر تھا۔ جسے دیکھ کر حضرت شاہ صاحب نے یہ اشعار کہے تھے اور اس وقت میں شاہ صاحب کے ساتھ شریک سفر تھا۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید صاحب نے مزید فرمایا کہ کل حجاز مقدس سے پاکستان کے لئے واپسی ہے اور آئندہ ہفتہ شاہ صاحب مدظلہم کی خانقاہ میں حاضری دوں گا اور حضرت سے یہ ضرور کہوں گا کہ حرم شریف میں ایک ڈاکٹر ہے جو آپ کے اشعار کو انتہائی روانی سے پڑھتا ہے۔''

شاہ صاحب کی نادر کتاب ''برگ گل'' کا حاصل ہونا

چنانچہ دو ہفتوں بعد احقر کے نام تقریباً بارہ سو پاکستانی روپیوں کا ٹکٹ لگا ہوا ایک پارسل موصول ہوتا ہے۔ جس میں شاہ صاحبؒ کی دونوں مذکورہ کتابیں دیکھ کر دل باغ باغ ہوگیا۔ ان کتابوں کے سرورق پر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے درج جملہ لکھ کر دستخط وتاریخ بھی ثبت کی تھی۔

(محب مخلص جناب خلیل الدین شجاع الدین زاداللہ محاسنہ، ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب کی نادر کتاب برگ گل کے کچھ منتخب اشعار سے آج قارئین بھی لطف اندوز ہوں۔ لہٰذا قارئین کے استفادہ کی خاطر اس کا کچھ حصہ پیش کیا جارہا ہے۔

شاہ صاحب کے اشعار میں عشق حقیقی کا اظہار

شاہ صاحبؒ کی شاعری اور عشق حقیقی کے تعلق سے مولانا محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں کہ عشق اور شاعری کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ جب دل میں عشق کی آگ سلگتی ہے تو اس کا دھوں شعر کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ شاہ صاحبؒ کی شاعری درحقیقت اسی عشق کے دھویں سے عبارت ہے۔ لیکن عشق اگر مجازی ہو تو اس کے دھویں میں نہ جانے کتنی کثافتیں شامل ہوجاتی ہیں۔

وہ عشق جس سے آگ بجھا دے اجل کی پھونک
اس میں مزہ نہیں تپش انتظار کا

شاہ صاحبؒ کا عشق چونکہ حقیقی ہے۔اس لئے اس کا دھواں ان کثافتوں سے پاک اور لطافتوں کا وہ دل آویز مجموعہ ہے۔جس کی پاکبازی کی قسم کھائی جاسکتی ہے۔شاہ صاحبؒ کے چند اشعار آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کچھ جو میری سمجھ میں آئی ہے
زندگی موت کی دہائی ہے

روز اوّل سے جانتا ہوں انہیں
ان سے دیرینہ آشنائی ہے

غم وہ تحریر ہے محبت کی
خون دل جس کی روشنائی ہے

دل کے ساغر سے پی رہا ہے نفیس
وہ جو یثرب سے کھینچ لائی ہے

سدرۃ المنتہی سے بھی گزرے
اللہ اللہ کیا رسائی ہے

بارگاہ الٰہی میں آہ وزاری ہی ہر مرض کا علاج ہے

اپنے مالک وخالق کے سامنے عاجزی کے ساتھ آہ وزاری کرنا،اپنے گناہوں پر نادم ہونا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کا طلب گار رہنا ہی بندگی ہے۔اسی آہ وزاری کا تذکرہ کرتے ہوئے شاہ صاحبؒ حمد باری تعالیٰ کی ابتداء کرتے ہیں۔

حمد باری مری زبان پر ہے
وجد طاری مری زبان پر ہے

دم بدم لا الہ الا اللہ
ذکر جاری مری زبان پر ہے

حرف مطلب ادا نہیں ہوتا
عرض بھاری مری زبان پر ہے

صبر جانکاہ میرے دل میں ہے
شکر جاری مری زباں پر ہے

شب کا پچھلا پہر ہے اور نفیس
آہ وزاری مری زباں پر ہے

(جاری ہے)

کاروان ختم نبوت رواں دواں!

قسط نمبر:۴ رپورٹ: مولانا محمد علی صدیقی

۲۶؍مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت کے سوسال پورے ہوئے۔ قادیانیوں نے صد سالہ جشن کا اعلان کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مرزا قادیانی اور قادیانیت کے کفر کا پردہ چاک کرنے کے لئے اس سال کی پہلی ششماہی میں ملک بھر میں ''یکصد ختم نبوت کانفرنسیں'' منعقد کرنے کا اعلان کیا۔ گذشتہ شمارہ میں اسی (۸۰) کانفرنسوں کی آپ نے رپورٹ ملاحظہ کی۔ بقیہ کانفرنسوں کی رپورٹ یہ ہے۔ (ادارہ)

۸۱...... ۲۲؍مئی جمعرات جامع مسجد غلہ منڈی ٹوبہ ٹیک سنگھ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مولانا سعداللہ لدھیانوی، مولانا محمد رفیق، مولانا ضیاء الدین آزاد، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا محمد معاویہ، مولانا اللہ وسایا، مولانا قاضی عبدالخالق، مولانا محمد عالم طارق کے رات گئے تک ایمان پرور بیانات ہوئے۔ اگلے روز جمعہ کو جامع مسجد غلہ منڈی میں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

۸۲...... ۲۴؍مئی کو سرائے نورنگ میں ختم نبوت کانفرنس سے حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا عبدالستار حیدری اور دیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔

۸۳...... ۲۵؍مئی کو مرکزی جامع مسجد کوہاٹ میں ختم نبوت کانفرنس حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد طیب فاروقی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور دیگر علماء کرام کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔

۸۴...... ۲۶؍مئی دس بجے دن اسلام آباد، راولپنڈی کے علماء کرام کا کنونشن منعقد ہوا۔ حضرت مولانا خواجہ صاحبزادہ عزیز احمد صاحب نے صدارت فرمائی۔ خطیب اسلام مولانا سید عبدالمجید ندیم، حضرت مولانا ظہور احمد علوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد طیب فاروقی، حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف دامت برکاتہم، حضرت مولانا عبدالمجید ہزاروی، حضرت مولانا عبدالوحید قاسمی اور دیگر حضرات کے بیانات ہوئے۔

۸۵...... ۲۶؍مئی بعد از عشاء جامعہ حنفیہ، جامع مسجد گنبد والی جہلم میں یادگار اسلاف حضرت مولانا قاری خبیب احمد عمر کی زیر سرپرستی ختم نبوت کانفرنس سے مولانا عبدالکریم ندیم، مولانا اللہ وسایا نے خطاب کیا۔

۸۶...... ۲۶؍مئی بعد از عشاء جامع مسجد ایک بلاک سرگودھا میں عظیم الشان اور مثالی ختم نبوت کانفرنس کا حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، حضرت مولانا محمد رمضان، حضرت مولانا محمد رضوان نے اہتمام کیا۔ دس ہزار سے زائد حضرات نے کانفرنس میں شرکت کی۔ شہر وضلع کے جید اکابر علماء نے شرکت سے ممنون کیا۔

۸۷...... ۲۸؍مئی مری۔

۸۸...... ۲۹؍مئی ٹیکسلا۔

۸۹...... ۳۰؍مئی قلندر آباد، اسلام آباد۔

۹۰...... ۳۰؍مئی ہری پور ہزارہ میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ملک بھر کی دینی قیادت کے نمائندگان نے خطاب فرمایا۔

۹۱...... ۳۱؍مئی کو لاہور میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عبدالغفور حیدری، مرکزی ناظم اطلاعات حضرت مولانا محمد امجد خان، جنرل سیکرٹری پنجاب مولانا افتخار احمد حقانی، سیکرٹری اطلاعات پنجاب مولانا قاری مفتی محمد عثمان، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا اللہ وسایا، مولانا محبوب الٰہی اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔

۹۲...... یکم جون کو جامع مسجد محمود ریلوے کالونی فیصل آباد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا فقیر اللہ اختر، اورنگزیب اعوان، حضرت مولانا حق نواز خالد، مولانا ضیاء الدین آزاد، حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مولانا اللہ وسایا اور دیگر حضرات نے خطاب کیا۔ حافظ صاحبزادہ مبشر محمود، صاحبزادہ شاہد محمود، مولانا قاضی عبدالخالق نے بھرپور انتظام کیا۔

۹۳...... ۶؍جون کو حضرت مولانا علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب سومرو سینیٹر کی زیر قیادت جمعیت علماء اسلام نے عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا لاڑکانہ کے بازار میں اہتمام کیا۔ پروفیسر مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا اللہ وسایا ملتان کے بیانات ہوئے۔ رات گئے حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعاء واختتامی خطاب پر کانفرنس کامیابی وکامرانی سے بخیر وبخوبی اختتام پذیر ہوئی۔

وسط جون سے انشاء اللہ العزیز حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا محمد نگین، حافظ محمد اقبال، مولانا اللہ وسایا، مولانا مفتی محمود حسن کے پروگرام برطانیہ میں شروع ہورہے ہیں۔ جولائی کے اواخر میں پورے برطانیہ کے تبلیغی دورہ کے بعد عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں پوری آب وتاب سے منعقد ہوگی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلالپوری امیر مجلس کراچی، اقراء روضۃ الاطفال کے سیکرٹری جنرل مولانا مفتی خالد محمود اور دیگر حضرات پاکستان سے بطور خاص شریک ہوں گے۔ جب کہ جمعیت علماء اسلام پاکستان، جمعیت علماء برطانیہ، جمعیت علماء ہند، امریکہ، افریقہ، یورپ، بنگلہ دیش کی قیادت کی بھی حسب سابق شرکت ہوگی۔ (انشاء اللہ العزیز)

اسلام اور فقط اسلام

قادیانی جواڑے پھرتے ہیں ان کا کیا ہے — بال گورے کا، رواں گورے کا، پر گورے کا
فقط اسلام ہی دنیا میں ہے طاقت ایسی — ناطقہ بند جو کرسکتی ہے ہر گورے کا
اسی اللہ کے بندے کو مسلماں سمجھو
ڈوگرے کا ہو جسے خوف نہ ڈر گورے کا

مذہبی غدار!

حکیم محمود احمد ظفر

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد جب انگریز تمام ہندوستان پر بلاشرکت غیرے قابض ہوگیا تو اس نے ولیم ہنٹر کی سرگردگی میں ایک وفد انگلستان سے سرزمین پاک وہند بھیجا تاکہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ ہندوستان پر ہمارا قبضہ کس طرح مضبوط (Stable) رہ سکتا ہے۔ کیونکہ انگریزوں کو مسلمان علماء اور اسلام کے مسئلہ جہاد سے ہروقت بغاوت کا خطرہ لاحق رہتا تھا۔ یہ وفد ہندوستان آیا اور پورا ایک سال اس نے ہندوستان میں گزارا۔ مختلف لوگوں سے ملاقات کی۔ ہندوستان کے حالات کا جائزہ لیا۔ یہاں کے دینی، معاشرتی اور اقتصادی حالات کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔ ایک سال کی اس جستجو کے بعد اس نے واپس جاکر اپنی رپورٹ ہاؤس آف لارڈز میں پیش کی۔ اس رپورٹ کا نام ہے: ”The Arrival of British Empire in India“

اس رپورٹ میں اراکین وفد نے بتایا کہ جس طرح آپ لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق جیسے سیاسی غدار پیدا کر کے ہندوستان پر قبضہ کیا ہے۔ اب آپ کا قبضہ اسی صورت میں پائیدار رہ سکتا ہے جب کہ آپ اس میں مندرجہ ذیل قسم کے اشخاص پیدا کریں جو مذہبی محاذ پر مسلمانوں سے غداری کریں۔ دوسرے لفظوں میں مذہبی غدار پیدا کریں اور وہ مذہبی غدار اس قسم کے ہوں۔

۱...... مسلمانوں کا مسئلہ جہاد پر وقت آپ کی حکومت کے لئے خطرہ بنا رہے گا۔ کیونکہ جب بھی مسلمانوں کو یہ بتایا جائے گا کہ جہاد کا وقت آ گیا ہے۔ وہ بغیر سوچے سمجھے آپ کی حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا سب سے پہلے اس مسئلہ جہاد کو حرام کرنا ضروری ہے۔ لیکن اسلام کے اس بنیادی مسئلہ کو کوئی مولوی یا پیر حرام نہیں کرسکتا۔ بلکہ اس کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا آپ لوگوں کو سب سے پہلے ایک نبی پیدا کرنا ہوگا جو اس مسئلہ جہاد کو حرام قرار دے اور مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کرے کہ اب دین کے لئے لڑنا اور جہاد کرنا حرام ہے اور اس کی زندگی کا مقصد وحید یہی ہے۔ چنانچہ اس کے لئے مرزا قادیانی کو پیدا کیا گیا۔

۲...... ایک شخص وہ پیدا کیا جائے جو مسلمانوں کو انگریزی تعلیم میں رنگ دے اور لوگوں کو یہ باور کرائے کہ تم اس وقت تک ترقی ہی نہیں کر سکتے۔ جب تک تم اس تعلیم کو حاصل نہیں کرو گے۔ اس زبان سے آشنا نہیں ہوگے جو حاکم قوم کی زبان ہے۔ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان وہ نفرت کو دور کرے۔

چنانچہ اس مقصد کے لئے اور اس وفد کی سفارشات پر مذہبی غدار تلاش کئے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں نے انگریز کی حکومت کی مضبوطی میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور وہ اپنے مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہوئے۔

پہلا شخص جس نے انگریزی حکومت کی مضبوطی میں اہم کردار ادا کیا اور اسلام کے منصوص اور تا قیامت قائم رہنے والے مسئلہ جہاد کو حرام کیا اور اپنی بعثت کا مقصد ہی یہ بتایا، وہ مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی سکھ حکومت کے آخری عہد ۱۸۳۹ء میں پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ (کتاب البریہ ص۱۴۶ حاشیہ) ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے وقت اس کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی۔ مرزا قادیانی کا نسبی تعلق مغل قوم کی شاخ برلاس سے تھا۔ (کتاب البریہ ص۱۳۴ حاشیہ) لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہیں بذریعہ الہام معلوم ہوا کہ وہ ایرانی النسل ہیں۔ مرزا قادیانی کے پردادا مرزا گل محمد صاحب جائیداد واملاک تھے اور پنجاب میں ان کی اچھی خاصی ریاست تھی۔ ان کے انتقال کے بعد اس ریاست کو زوال آیا اور سکھ ریاست کے دیہاتوں پر قابض ہوگئے۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کے دادا مرزا عطاء محمد کے پاس صرف قادیان کا قصبہ رہ گیا۔ آخر میں سکھوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا اور مرزا قادیانی کے خاندان کو قادیان سے نکال دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے آخری زمانہ میں مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ قادیان واپس آئے اور مرزا موصوف کو اپنے والد کے علاقہ میں پانچ گاؤں واپس ملے۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص۱۴۲،۱۴۴)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے گھر ہی میں متوسطات تک تعلیم پائی۔ انہوں نے مولوی فضل الٰہی، مولوی فضل احمد اور مولوی گل علی شاہ سے نحو اور منطق کی کتابیں پڑھیں۔ طب کی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں جو ایک طبیب حاذق تھے۔ لیکن مرزا قادیانی کو اپنے والد کے اصرار پر آبائی زمینداری کے حصول کے لئے جدوجہد اور عدالتی کاروائیوں میں مصروف ہونا پڑا۔

بعد میں مرزا قادیانی نے سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازمت کرلی۔ وہ ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک چار سال اس ملازمت میں رہے۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۴۴) دوران ملازمت آپ نے دو ایک کتابیں انگریزی کی بھی پڑھ لیں۔ اسی زمانہ میں انہوں نے مختاری کا امتحان دیا۔ لیکن شومئ قسمت سے یا اپنی نالائقی کی وجہ سے اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ ۱۸۶۸ء میں وہ اس ملازمت سے استعفیٰ دے کر قادیان آگئے اور بدستور زمینداری کے کاموں میں مشغول ہوگئے۔ لیکن اکثر وقت قرآن حکیم کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔

لکھا ہے کہ مرزا قادیانی بچپن میں بڑے سادہ لوح تھے۔ ان کو گھڑی میں چابی دینا بھی نہیں آتا تھا۔ جب وقت دیکھنا ہوتا تو گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ بلکہ ایک کے ہندسہ پر انگلی رکھ کر گنتے تب وقت کا پتہ چلتا۔ جوتے کے الٹے سیدھے کا بھی انہیں پتہ نہیں چلتا تھا۔ کوئی دفعہ جوتا الٹا پہن لیتے۔ پھر تکلیف ہوتی۔ بعض دفعہ اسی وجہ سے پاؤں الٹا پڑ جاتا۔ چنانچہ آپ کی سہولت کے لئے الٹے سیدھے پاؤں کے لئے جوتے کو نشان لگا دیئے گئے۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص۶۷،۱۸۰)

انہیں باربار پیشاب آنے کی بیماری تھی۔ اس وجہ سے اکثر جیب میں ڈھیلے رکھتے تھے اور شیرینی سے غیر معمولی رغبت کی وجہ سے گڑ کے ڈھیلے بھی ساتھ رکھ لیا کرتے تھے۔

(مرزا قادیانی کے حالات مرتبہ معراج الدین قادیانی، شامل براہین احمدیہ ج۱ ص۶۷)

مرزا قادیانی کا خاندان انگریزی حکومت سے جو پنجاب میں نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ شروع ہی سے وفادارانہ اور مخلصانہ تعلق رکھتا تھا۔ اس خاندان کے متعدد افراد نے اس نئی حکومت کی ترقی اور اس کے استحکام میں جان بازی اور جانثاری سے کام لیا تھا اور بعض نازک موقعوں پر اس کی مدد کی تھی۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کتاب البریہ کے ابتداء میں ''اشتہار واجب الاظہار'' میں لکھتے ہیں:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملیں تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں۔ مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔''

(اشتہار مورخہ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۷ء ص۳،۶ ملحق بکتاب البریہ)

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ مسئلہ جہاد کو حرام کرنے اور اس مسئلہ کو لوگوں کے ذہن وقلب سے نکالنے کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو نبوت کا دعویٰ کر کے اس مسئلہ کو حرام قرار دیتا تا کہ کوئی بھی کلمہ گو انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے کا خیال بھی اپنی ذہن نہ لاتا۔ انگریزوں کی نگاہ اس پرانے کاسہ لیس خاندان پر پڑی۔ جس نے ہر آڑے وقت میں مسلم قسم سے غداری اور انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرا۔ ساری مسلم قوم سے کٹ کر مرزا قادیانی نے انگریزوں کی مدد کی اور جس وقت دوسرے علماء انگریز کے خلاف برسرپیکار تھے اور پھانسی اور دائی جلاوطنی کی سزائیں پارہے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کا پورا خاندان انگریزوں کی مالی اور افرادی مدد کر رہا تھا۔ تاکہ یہ مسلمانوں کو اور ماریں اور اذیتیں دیں۔ چنانچہ اس ملکی، وطنی اور سیاسی غدار خاندان کو اس مقصد کے لئے چنا گیا کہ وہ نبوت کا دعویٰ کر کے مسئلہ جہاد کو حرام قرار دے۔ لیکن جس شخص کو بھی نبوت کا دعویٰ کے لئے کھڑا کیا جاتا وہ یک دم نبوت کا دعویٰ نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ پہلے وہ اہل اسلام کے دلوں میں اپنا وقار اور عظمت پیدا کرتا۔ پھر بتدریج وہ نبوت کا دعویٰ کرتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ دور مذہبی مناظروں کا دور تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں عیسائی پادری عیسائی مذہب کی تبلیغ ودعوت اور دین اسلام کی تردید میں سرگرم تھے۔ حکومت وقت جس کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ ان کی پشت پناہ اور سرپرست تھی۔ وہ سرزمین پاک وہند کی حکومت کو یسوع مسیح کا عطیہ اور انعام سمجھتی تھی۔ دوسری طرف آریہ سماجی مبلغ جوش وخروش سے اسلام کی تردید کر رہے تھے۔ انگریزی حکومت کی اپنی پالیسی بھی

یہ تھی کہ ان مناظرانہ سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔اس لئے کہ ان کے نتیجہ میں ملک میں ایک کشمکش اور ذہنی واخلاقی انتشار پیدا ہوتا تھا اور تمام مذاہب اور فرقوں کو ایک ایسی طاقتور حکومت کا وجود غنیمت معلوم ہوتا تھا جو ان سب کی حفاظت کرنے اور جس کے سایہ میں یہ سب امن وامان کے ساتھ مناظرہ ومباحثہ کرتے رہیں۔ایسے ماحول میں جو شخص اسلام کی مدافعت اور مذاہب غیر کی تردید کا علم بلند کرتا وہ مسلمانوں کا مرکز توجہ وعقیدت بن جاتا۔

مرزا قادیانی نے بھی اس میدان کو اپنی سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا۔کیونکہ وہ اس طریقے سے مسلمانوں کے دلوں میں اپنی عقیدت کا نقش بٹھانا چاہتے تھے۔چنانچہ انہوں نے ایک بہت بڑی تصنیف کا بیڑا اٹھایا جس میں دین اسلام کی صداقت، قرآن حکیم کے اعجاز اور رسول اللہﷺ کی نبوت کو دلائل عقلی سے ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت سارے مذاہب کی اس میں تردید ہوگی۔اس کتاب کا نام انہوں نے ’’براہین احمدیہ‘‘ تجویز کیا۔

مرزا قادیانی نے اس کتاب کے تیسرے اور چوتھے حصہ کے شروع میں ’’اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری اور مسلمانوں کی ناک حالت اور انگریزی گورنمنٹ‘‘ کے عنوان سے انگریزی حکومت کی مدح وتوصیف کی ہے اور اس کے مسلمانوں پر احسانات گنوائے ہیں اور اس بات کی پرزور اپیل کی ہے کہ تمام اسلامی انجمنیں مل کر ایک میمورنڈم تیار کر کے اور اس پر تمام سربرآوردہ مسلمانوں سے دستخط کرا کر گورنمنٹ کو بھیجیں۔اس میں اپنی خاندانی خدمات کا پھر تذکرہ ہے اور اسی کے ساتھ ساتھ جہاد کی ممانعت کی بھی پرزور تحریک ہے۔گویا کہ بحیثیت مبلغ اسلام مرزا قادیانی نے اپنا وہ کام یعنی ممانعت جہاد اور خیرخواہی حکومت شروع کر دیا۔جس کے لئے ان کے انگریز آقاؤں نے انہیں چنا تھا۔

براہین احمدیہ کی طباعت سے قبل مرزا قادیانی نے اس کے بارہ میں بہت دعوے کئے تھے۔لیکن کتاب چھپنے پر پڑھنے والوں کو پتہ چل گیا کہ اس ضخیم دفتر میں کوئی نادر علمی تحقیق اور مسیحیت کے مأخذ اور اس کی قدیم کتابوں اور اس کے اسرار وحقائق سے اس طرح کی واقفیت وآشنائی نظر نہیں آتی۔ جو حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی تصنیفات میں نظر آتی ہے۔نہ وہ شیریں گفتاری اور ندرت استدلال نظر آتی ہے جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی کتابوں میں ہے۔

البتہ اس کتاب کو پڑھنے والے کو مرزا قادیانی کی بسیار نویسی، کثرت الہامات، خوارق، کشف، مکالمات خداوندی پیش گوئیاں اور طویل وعریض دعوے ضرور ملتے ہیں۔جن سے ایک قاری کی طبیعت بدمزہ اور منغض ہو جاتی ہے۔اس کتاب میں غیرمسلم حضرات کے جوابات دینے سے زیادہ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ الہام کا سلسلہ نہ منقطع ہوا ہے اور نہ اس کو منقطع ہونا چاہئے۔گویا اپنے دعویٰ نبوت کی اس کتاب میں تمہید ہے اور لوگوں کو مائل کیا گیا ہے کہ وہ آئندہ سالوں میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو ماننے کے لئے تیار رہیں۔

کتاب میں جگہ جگہ مختلف آیات کے غیرمربوط ٹکڑوں کو الہام کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔بیچ بیچ میں چند احادیث بھی جوڑ دی گئی ہیں۔ان دونوں کے علاوہ جو مرزا قادیانی کے اپنے جملے ہیں وہ خالص ہندوستانی عربی کا نمونہ ہیں۔جن میں عربیت اور قواعد کی بھی فاش غلطیاں ہیں۔

مرزا قادیانی کو اس کتاب کے لکھنے کے بعد اپنی شخصیت کا نیا انکشاف ہوا۔ وہ یہ کہ انہیں اپنی تحریک، متکلمانہ، مناظرانہ اور بعض دیگر خفیہ صلاحیتوں کا انکشاف ہوا اور انہیں اندازہ ہوا کہ ان میں اپنے ماحول کو متاثر کرنے اور ایک نئی تحریک کے چلانے کی اچھی خاصی استعداد ہے۔ اس انکشاف نے ان کے ذہن میں ایک نئی تبدیلی پیدا کی۔ چنانچہ اب ان کا رخ غیر مسلموں سے مناظرہ کرنے کے بجائے خود مسلمانوں کو دعوت مناظرہ ومقابلہ دینے کی طرف ہوگیا۔

۱۸۸۵ء میں مرزا قادیانی کا حکیم نورالدین بھیروی جو اس زمانے میں بسلسلۂ ملازمت ریاست جموں میں مقیم تھا۔ خط وکتابت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور ۱۸۸۸ء میں مرزا قادیانی نے کشمیر کا سفر اختیار کیا اور ایک ماہ حکیم صاحب موصوف کے پاس قیام کیا۔ ۱۸۹۰ء تک مرزا قادیانی نے صرف مجدد وماً مور ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن ۱۸۹۱ء میں حکیم صاحب نے مرزا قادیانی کو مشورہ دیا کہ وہ ''مسیح موعود'' ہونے کا دعویٰ کریں۔ اس مشورہ کے حقیقی اسباب ومحرکات کیا تھے؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ حکومت وقت کے اشارہ سے تھا اور ایک خاص مقصد کے لئے تھا جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

نزول مسیح کا عقیدہ ایک اسلامی عقیدہ ہے۔ مسلمان اس عقیدے سے واقف اور اس کے قائل تھے۔ احادیث نبویہ میں اس کی اطلاع دی گئی ہے اور مسلمان حالات کی خرابی، حکومت کے چھینے جانے اور پیہم حوادث ومصائب کے اثر سے کسی مردغیب کے منتظر بھی تھے۔ حکیم صاحب کو اس کا خیال ہوسکتا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنی دینی خدمات سے جو مقام حاصل کرلیا ہے۔ اس کی بناء پر مسلمان ان کے دعوے مسیحیت کو تسلیم کرلیں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی پہلے تو سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارے میں وہی عقیدہ رکھتے تھے جو عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے جس کو بعد میں انہوں نے غلط اور کفریہ عقیدہ کہا۔ لیکن پھر یک دم اس عقیدہ میں تبدیلی پیدا کر کے لکھا کہ:

''مسلمانوں اور عیسائیوں کا کس قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔ میں اس خیال کا غلط ہونا اپنے اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں اور نیز یہ بھی بیان کرچکا ہوں کہ اس نزول سے مراد درحقیقت مسیح بن مریم کا نزول نہیں بلکہ استعارہ کے طور پر ایک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ جس کا مصداق حسب اعلام والہام الٰہی یہی عاجز ہے۔'' (توضیح المرام ص۲)

حکیم نورالدین بھروی چونکہ احادیث وروایات پر وسیع نظر رکھتا تھا۔ اس لئے وقتاً فوقتاً ان علمی اشکلات پر متنبہ اور ان دقتوں کی طرف بھی متوجہ کرتا رہتا تھا۔ جو اس دعویٰ کے بعد پیش آتے ہیں اور ان کے حل میں بھی مدد دیتا تھا۔ چنانچہ دمشق کی تاویل قادیان، دوزرد چادروں کی تأویل دو بیماریاں، دمشق کے منارۂ شرقی کی تاویل قادیان کا منارۃ المسیح وغیرہ حکیم نورالدین ہی کی بتائی ہوئی تھیں۔

مرزا قادیانی کی تصنیفات کا غیر جانبدارانہ مگر ناقدانہ مطالعہ کرنے سے یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کے اعلانات اور دعاوی کے تدریجی منازل ایک مرتب اسکیم اور خاکے کے تحت ہیں۔ مرزا قادیانی نے اب نبی اور نبوت

کا لفظ صاف صاف زبان سے کہے بغیر صفات نبوت اور خصائص نبوت پر گفتگو کرنی شروع کردی اور یہ ثابت کرنا شروع کردیا کہ یہ صفات افراد امت اور کامل لوگوں کو بطریق تبعیت و وساطت حاصل ہوتی ہیں۔ اس منطق اور ان مقدمات کا طبعی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ ایک دن مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کردیں۔ چنانچہ ایک روز ایسا ہوگیا۔ یہ ۱۹۰۰ء کی بات ہے۔ مولوی عبدالکریم نے جو جمعہ کے خطیب تھے۔ ایک خطبۂ جمعہ میں مرزا قادیانی کے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ اس خطبہ کو سن کر مولوی سید محمد احسن امروہی نے بہت پیچ وتاب کھائے۔ لیکن مولوی عبدالکریم نے پھر ایک اور خطبہ میں کہا کہ اگر میں غلطی کروں تو حضور (مرزا قادیانی) مجھے بتائیں۔ میں حضور کو نبی اور رسول مانتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے کہا۔ ’’ہمارا بھی یہی مذہب اور دعویٰ ہے جو آپ نے بیان کیا۔‘‘ یہ خطبہ سن کر مولوی محمد احسن غصے میں بھرے ہوئے واپس آئے اور مسجد کے اوپر ٹہلنے لگے۔ جب عبدالکریم واپس آئے تو مولوی محمد احسن اس سے لڑنے لگے۔ لڑنے میں دونوں کی آواز بہت بلند ہوگئی تو مرزا قادیانی مکان سے نکلے اور یہ آیت پڑھی ’’یاایھاالذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ‘‘ گویا اپنی نبوت کی مزید تائید کردی۔ (تقریر سید سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۵۱، مورخہ ۴؍جنوری ۱۹۲۳ء، حقیقت النبوۃ ص۱۲۴)

گویا اس طرح ایک نئے دور کا افتتاح ہوگیا اور مرزا قادیانی کو معلوم ہوگیا کہ ان کے لوگ اتنے راسخ الایمان ہوچکے ہیں کہ وہ ان کے ہر دعویٰ کو تسلیم کرسکتے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۰۱ء سے مرزا قادیانی اپنی تصنیفات میں اپنے لئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کرنے لگے۔ ۱۹۰۲ء میں انہوں نے اپنی کتاب ’’تحفۃ الندوۃ‘‘ میں اپنے کو ظلی اور بروزی نبی کہا اور ہر مسلمان کے لئے اپنی اطاعت کو واجب قرار دیا اور کہا کہ میں اپنے دعویٰ میں موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور آنحضرت ﷺ کی طرح سچا ہوں۔ زمین وآسمان نے میری گواہی دی۔

(تحفۃ الندوہ ص۴)

اسی طرح اپنی کتاب اربعین میں بھی اپنی نبوت کی تاویل کرتے ہوئے لکھا:

’’وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے سرچشمے سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اسی لئے اس کا نام آسمان پر محمد ﷺ اور احمد ﷺ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد ﷺ کی نبوت آخر محمد ﷺ ہی کو ملی مگر بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو۔‘‘ (اربعین ص۵)

اپنی ایک اور کتاب میں لکھا:

’’غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۹۱)

یہ نبوت کا دعویٰ تو تھا لیکن جب کبھی کوئی کہتا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو کہا جاتا کہ یہ دعویٰ غیر تشریعی نبوت کا ہے۔ تشریعی نبوت کا نہیں۔ لیکن پھر ایک وقت وہ بھی آیا کہ مرزا قادیانی کھل پڑے اور

صاف کہہ دیا کہ تشریعی نبی ہوں۔ کیونکہ تشریعی نبی ہی مسئلہ جہاد کو حرام قرار دے سکتا تھا اور یہی مرزا قادیانی کے نبی کہلانے کا مقصد تھا۔ جیسا کہ اگلے صفحات میں آ رہا ہے۔

چنانچہ اربعین ہی میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالك اذكىٰ لھم '' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ '' یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے''

(اربعین نمبر۴ ص ۷)

جب تشریعی نبوت کا دعویٰ کر دیا تو اب وہ پرچار شروع ہوگیا۔ جس کے لئے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ تھا انگریزوں کی اطاعت اور مسئلہ جہاد کا حرام کرنا۔ چنانچہ اپنی کتاب تریاق القلوب میں لکھا ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیحی خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵)

انگریزوں کی اطاعت پر اتنا زور دیا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے برابر قرار دیا۔ چنانچہ اپنی کتاب شہادت القرآن میں لکھا:

''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سائے میں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔'' (اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳، کتاب شہادۃ القرآن کے آخر میں)

ایک جگہ خود اقرار کیا کہ مجھے حکومت برطانیہ نے اٹھایا ہے اور میں اس کا خود کاشتہ پودا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس درخواست میں جو لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ۲۴ر فروری ۱۸۹۸ء میں پیش کی تھی۔ یہاں تک لکھا ہے کہ:

’’یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کرچکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیرخواہ اور خدمت گزار ہے۔اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم واحتیاط اور تحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اتنا فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۹)

رسول اللہﷺ نے فرمایا تھا کہ:’’الجہاد ماض الیٰ یوم القیامۃ‘‘جہاد قیامت تک کے لئے جاری وساری رہے گا۔لیکن مرزا قادیانی کی خصوصی توجہ مسئلہ جہاد پر مرکوز تھی جو انگریزی حکومت کے لئے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ تمام ممالک اسلامیہ میں خاص تشویش اور اضطراب کا باعث تھا۔مرزا قادیانی نے جہاد کے دائمی طور پر منسوخ اور ممنوع ہوجانے کا اعلان فرمایا اور اس کو اپنے مسیح موعود ہونے کا نشان قرار دیا۔چندہ منارۃ المسیح کے اعلان میں کہا کہ:

’’تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا۔اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا۔جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔‘‘ (اشتہار چندہ منارۃ المسیح ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

ایک اور جگہ نہایت صفائی اور اختصار کے ساتھ لکھا ہے کہ:

’’میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔‘‘ (تبلیغ رسالت ج۷ص۱۷)

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قادیانی افکار میں دو چیزیں بہت نمایاں ہیں:

۱...... دعویٰ نبوت۔

۲...... حرمت جہاد۔

اس طریقے سے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے انگریز آقاؤں سے حق وفاداری ادا کیا اور انگریزوں کی حکومت کی مضبوطی میں ایک نمایاں کردار ادا کیا۔

مرزا قادیانی کو انگریزی حکومت کے ساتھ ایسا اخلاص اور اس کی خیرخواہی کا ایسا جذبہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے جوش نفرت کو کم کرنے کے لئے مختلف تدبیریں کرتے تھے۔انہوں نے عیسائی مناظرین اور پادریوں کے مقابلے میں جس جوش اور سرگرمی کا اظہار کیا اس کی وجہ یہ بیان کی کہ:’’ان عیسائی پادریوں نے اسلام کی تردید اور پیغمبر

اسلام کی توہین میں ایسا رویہ اختیار کیا تھا جس سے مسلمانوں میں جوش واشتعال پیدا ہوجانے اور انگریزوں کی حکومت کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔ اس لئے میں نے بھی مصلحتاً وقصداً ان کی تردید میں جوش وتاثر کا اظہار کیا۔ تاکہ مسلمانوں کا جوش طبیعت فروہوجائے اور ان کو تسکین ہو۔''

(ضمیمہ نمبر۳، منسلکہ تریاق القلوب ص۳۰، بعنوان حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست)

مرزاغلام احمد قادیانی کو انگریزوں کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ اس نے ہر اس شخص کی گندی گالیوں سے تواضع کی۔ جس نے انگریزوں کے خلاف کام کیا یا اس (مرزاغلام احمد قادیانی) کو انگریزوں کا سیاسی ایجنٹ بتایا۔ ایک طرف تو اس نے اپنے کو نبی کے لفظ سے یاد کیا۔ لیکن نبیوں والے اخلاق کے برعکس انہوں نے منافقوں والے اخلاق''واذا خاصم فجر''(جب اس کا کسی سے جھگڑا ہوتا تو بے فوراً گالی گلوچ پر اتر آتا ہے) سے کام لیا۔

مرزاغلام احمد قادیانی نے اپنے مخالفین (جن میں جلیل القدر علماء اور عظیم المرتبت مشائخ تھے) ان الفاظ سے یاد کیا اور ان کی ان الفاظ میں ہجو کی اور خاک اڑائی کہ بار بار تہذیب کی نگاہیں نیچی اور حیاء کی پیشانی عرق آلود ہوجاتی ہے۔ اپنے ان مخالفین کے لئے ذریتہ البغایا (رنڈیوں کی اولاد) کا کلمہ تو ان کا گویا تکیہ کلام ہے۔

اپنی کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ گالی دیتے ہیں تو میں نے ان کے کپڑے اتار لئے ہیں اور ان کو ایسا مردار بنا کر چھوڑ دیا ہے جو پہچانا نہیں جاتا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵۸)

ایک اور جگہ اپنے مخالفین کو اس طرح یاد کرتے ہیں:

''ہمارے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہوگئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۵)

اپنے ایک حریف مقابل مولانا سعداللہ لدھیانوی کو بجائے مدلل جواب دینے کے بے نقط گالیاں دیں اور وہ گالیاں بھی عربی نظم میں دیں۔ اپنے زمانہ کے علماء اور شیوخ کو اتنی گالیاں دیں کہ ان کو نقل کرتے ہوئے قلم کو حیاء آتی ہے۔ لیکن مرزاقادیانی کو گالیاں دیتے ہوئے حیاء نہ آئی۔ چنانچہ بعض حضرات نے مرزاقادیانی کو گالیوں کو حروف تہجی کے حساب سے جمع کر کے''مغلظات مرزا''کے نام سے کتابیں تصنیف کی ہیں۔

یہاں مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت کی تردید مقصود نہیں اور نہ ہی مسئلہ ختم نبوت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ بلکہ یہ بتانا ہے کہ مرزاغلام احمد قادیانی کو انگریز نے صرف اس مقصد کے لئے کھڑا کیا اور اس کی سرپرستی بھی کی تاکہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد کو ختم کیا جاسکے۔ کیونکہ یہ جذبۂ جہاد سامراجی اور مشزی منصوبوں کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔

مختصر یہ کہ قادیانیت کے خط وخال اورس کے ترکیبی عناصر اسلام اور نبوت محمدی (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے خلاف ایک بغاوت تھی۔ جس کی سرپرستی انگریزی حکومت اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر کررہی تھی۔

حکومت قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے!

نقاش پاکستان ترجمان حقیقت علامہ اقبالؒ

اخبار اسٹیٹسمین نے علامہ اقبالؒ کا بیان ’’قادیانی اور جمہور مسلمان‘‘ شائع کیا اور اس پر اپنے اداریہ میں تنقید بھی کی۔ مندرجہ ذیل خط اس کے جواب میں لکھا گیا اور ۱۰؍جون ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں طبع ہوا۔

علامہ اقبالؒ پاکستان کے نقاش اول ہیں۔ آپ نے آج سے پورے چودہ سال پیشتر اجنبی اقتدار اور فرنگی عہد حکومت میں ’’قادیانی جماعت ایک علیحدہ اقلیت ہے‘‘ کا نعرہ بلند کیا اور ہندوستان کی انگریزی حکومت سے جو خود اس فتنہ کی بانی تھی مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے۔

آہ! کس قدر دردناک اور عبرت انگیز ہے یہ حقیقت کہ آج جبکہ علامہؒ کے ذہن ودماغ کے نقوش صفحہ گیتی پر ابھر آئے۔ بفضلہ تعالیٰ پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ جمہور مسلمان کی اپنی حکومت بن گئی اور اس نے قرارداد مقاصد پاس کر کے اسلام کا کلمہ بھی پڑھ لیا۔ قادیانیت نہ صرف اسلامی رنگ وروپ میں باقی ہے۔ بلکہ جسد اسلام کا ناسور بنتی جارہی ہے۔ علامہؒ کی روح کس قدر مضطرب اور بے قرار ہو اگر اسے علم ہو جائے کہ علامہ کے نہاں خانہ دماغ کا تصور وتخیل بعونہ تعالیٰ جب عملی شکل اختیار کر کے پاکستان بن گیا تو اس پاکستان کی پہلی مرکزی حکومت کا پہلا وزیر خارجہ اس دشمن ایمان اور غدار اسلام جماعت کا ایک فرد بنایا گیا۔ جس جماعت کو علامہ نے لاہور کے ایک تعلیمی ادارہ...... انجمن حمایت اسلام ...... سے خارج کر کے انجمن کی تطہیر کی تھی اور اس وقت تک نہ تو چین لیا اور نہ کشمیر کمیٹی کی رکنیت قبول کی تھی جب تک اس کے صدر خلیفہ قادیان رہے۔ علامہؒ نے تب اطمینان کا سانس لیا جب کشمیر کمیٹی اس غیر مسلم عنصر سے پاک ہوگئی۔

کاش! کہ حکومت پاکستان اقبالؒ کی انجمن حمایت اسلام اور اقبال کی کشمیر کمیٹی کی طرح اقبال کی حکومت پاکستان کو اس غدار عنصر سے پاک کر کے اقبالؒ کی روح کو بھی خوش کرتی جس کی قبر کو پھولوں کی چادر سے ڈھانپا جارہا ہے اور جس کی یاد میں پاکستان کے طول وعرض میں یوم اقبالؒ منایا جاتا ہے۔ اقبالؒ سے پیار کرنا یوم اقبالؒ منانا۔ اقبالؒ کے فلسفہ حکمت، علم اور فکر کی صحت وصداقت اور وسعت ورفعت پر فخر وناز کرنا مگر اقبال کے مسلک ومذہب کو عملاً ٹھکرا دینا انصاف واخلاص کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔ مدیر!

میرے بیان مطبوعہ ۱۴؍مئی پر آپ نے تنقیدی اداریہ لکھا۔ اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ جو سوال آپ نے اپنے مضمون میں اٹھایا ہے وہ فی الواقعہ بہت اہم ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس سوال کی اہمیت کو محسوس کیا۔ میں نے اپنے بیان میں اسے نظرانداز کر دیا تھا۔ کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی قدم اٹھائے اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکھوں کے متعلق رویہ سے بھی تقویت

ملی۔ سکھ ۱۹۱۹ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی جماعت تصور نہیں کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے بعد ایک علیحدہ جماعت تسلیم کر لئے گئے۔ حالانکہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔

اب چونکہ علیحدگی میں دیر نے سوال پیدا کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق جو برطانوی اور مسلمانوں کے زاویہ نگاہ سے نہایت اہم ہے۔ چند معروضات پیش کروں کہ یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہیں اور میں واضح کروں کہ حکومت جب کسی جماعت کے مذہبی اختلافات کو تسلیم کرتی ہے تو میں اسے کس حد تک گوارا کر سکتا ہوں۔ سو عرض ہے کہ:

اولاً: اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء علیہم السلام پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ کوئی فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں ''بہائیوں'' نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔

میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں۔ یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو۔ تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ جائیں۔

ثانیاً: ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم ان کا تھا۔ علاوہ بریں ان کا دین کے بنیادی اصولوں سے انکار۔ اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق۔ نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے۔ کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔

ثالثاً: اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟۔

علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵۶۰۰۰ (چھپن ہزار) ہے۔ انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلاسکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے بھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔

ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کے لئے کیوں انتظار کر رہی ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۳۵ تا ۱۳۸ بحوالہ اخبار سٹیٹسمین ۱۰؍جون ۱۹۳۵ء)

تین روزہ ردقادیانیت وعیسائیت کورس کوئٹہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیراہتمام جامع مسجد سنہری میں تین روزہ کورس کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں دوسو سے زائد طلباء نے شرکت کی۔ کورس میں مناظر اسلام مولانا پروفیسر حفیظ الرحمٰن ٹنڈوآدم نے قادیانیت کے موضوع پر لیکچر دیئے۔ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت وعقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اوران عقائد پر قادیانیوں کی طرف سے ہونے والے شبہات کے جوابات احسن انداز میں دیئے۔ مزید براں انہوں نے مرزا قادیانی کے گھناؤنے کردار پر بھی روشنی ڈالی۔ جب کہ ردعیسائیت کے موضوع پر رحیم یار خان سے تشریف لائے ہوئے مبلغ ختم نبوت مفتی محمد راشد مدنی نے عیسائیوں کے مختلف عقائد کی وضاحت کی۔ انہوں نے عقیدہ تثلیث، عقیدہ ابنیت مسیح، عقیدہ الوہیت مسیح، عقیدہ کفارہ، عقیدہ صلیب جو کہ مروجہ عیسائیت کے بنیادی عقائد ہیں۔ ان کو قرآن مجید اور بائبل کی رو سے رد کیا اور دلائل سے واضح کیا کہ موجودہ عیسائیت کو بجائے عیسائیت کے پولوسیت کہہ دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مزید انہوں نے تحریف بائبل کو بزبان بائبل ثابت کیا اور انجیل برنباس پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ دریں اثناء انہوں نے بائبل سے حضورﷺ کے متعلق بشارات کا تذکرہ کیا اور ثابت کیا کہ بائبل باوجود تحریف کے آج بھی حضورﷺ، مذہب اسلام، قرآن مجید اور حضرات صحابہ کرامؓ کے تذکروں سے لبریز ہے۔ تمام طلباء نے کورس کو قلمبند کیا۔ کاپی اور قلم تمام طلباء کو جماعت کی طرف سے مہیا کیا گیا۔ کورس میں (مولانا) محمد یوسف نقشبندی نے طلباء کو خصوصی لیکچر دیا۔

کورس کے اختتام پر جماعت کی طرف سے تمام طلباء کو لٹریچر اور احتساب قادیانیت جلد پندرہ پیش کی گئی۔ اختتامی تقریب جو کہ دفتر ختم نبوت کوئٹہ میں ہوئی۔ تقریب سے امیر جماعت ختم نبوت کوئٹہ مولانا عبدالواحد، مولانا انوارالحق حقانی، مولانا عبداللہ منیر، قاری عبدالرحیم رحیمی، جناب حاجی تاج محمد، جناب ملک فیاض، حاجی خلیل احمد اور دیگر حضرات نے شرکت کی اور کورس کے طلباء کو ختم نبوت کے کام کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ اختتامی دعاء مولانا عبدالواحد نے فرمائی۔

قادیانیوں کے ساتھ مناظرہ نمبر۲

قسط نمبر:۲   ازافادات: مولانا محمد امین صفدرؒ

ایک قادیانی نے یہ دلیل بیان کی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی پیدا فرمائے۔ لیکن ان سب میں افضل نبی آپ ﷺ ہیں اور آپ کے افضل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ باقی نبیوں کی تابعداری سے لوگ ولی، غوث، قطب اور صحابی بن جاتے تھے۔ لیکن ہمارے نبی پاک کی تابعداری سے صرف ولی اور صحابی ہی نہیں بلکہ نبی بھی بنتے ہیں۔ میں (استاد محترمؒ) نے اس سے کہا کہ وہ تابعداری کا معیار بیان کرو، کتنی تابعداری سے نبی بن سکتا ہے؟۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے نبی کی جتنی تابعداری کی اس کی مثال کسی نبی کی امت میں نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن پاک میں ان کی تابعداری کی تعریفیں فرماتے ہیں۔ ان کو اپنی رضا کا تمغہ عطاء فرمایا۔ لیکن کسی کو نبوت نہیں دی۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون سی تابعداری تھی جو مرزا قادیانی نے کرلی اور صدیق اکبرؓ جنہوں نے سانپ کے منہ میں پاؤں دے کر اپنی جان تک کی قربانی پیش کرنے سے گریز نہ کیا۔ وہ کون سی تابعداری تھی جو مرزا قادیانی نے کرلی۔ لیکن حضرت عمرؓ سے نہ ہوسکی۔ حضرت عثمانؓ سے نہ ہوسکی۔ بلکہ تیرہ سو سال میں کسی مجتہد، کسی ولی اللہ، کسی محدث، کسی مجدد سے بھی نہ ہوسکی۔

نبی کی تابعداری میں ایمان لانے کے بعد سب سے بڑی چیز نماز ہے۔ مرزا قادیانی گھر میں غیر محرم عورتیں حجہ، منشانیں، سکینہ (ان سے مرزا قادیانی کے تعلقات تھے) کے ساتھ نماز پڑھتا تھا۔ اپنی زندگی میں کبھی دو آنے بھی زکوٰۃ نہ دی۔ وہ لکھتا ہے کہ: ’’مجھے تبخیر کا دورہ پڑجاتا ہے۔‘‘

وہ جہاد کا بھی منکر تھا، حج بھی اس کو نصیب نہ ہوا۔ زندگی بھر میں صرف ایک ماہ روزہ رکھا۔ دوسرے رمضان میں ’’ہسٹریا‘‘ کا دورہ پڑگیا جو عام طور پر لڑکیوں کو پڑا کرتا ہے۔ خود ’’اربعین‘‘ میں لکھتا ہے کہ: ’’مجھے دن میں سو مرتبہ پیشاب آتا ہے۔‘‘ جس کا وضو ہی قائم نہ رہ سکے وہ عبادت خاک کرے گا۔ اس لئے اس کی وہ عبادت بتائی جائے جو تیرہ سو سال میں کوئی مسلمان نہ کرسکا کہ اس کو بھی نبوت مل جاتی۔

پھر میں نے مرزا قادیانی کی کتاب ’’دافع البلاء‘‘ اٹھائی اس کے آخر میں مرزا قادیانی کا ایک اشتہار تھا جو اس نے اپنے ایک مرید چراغ دین جمونی کے خلاف دیا تھا۔ بات یہ ہوئی کہ چراغ دین نے یہ دعویٰ کردیا کہ میں نے مرزا قادیانی کی اتنی تابعداری کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی نبی بنادیا ہے۔ مرزا قادیانی اس پر بڑا پیخ پا ہوا اور کہا کہ یہ بالکل جھوٹا ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی۔ جب تک میرے یہ مریدوں سے معافی نہ مانگے۔ کیونکہ اس نے یہ دعویٰ کر کے میرے سب مخلص مریدوں کی سخت توہین کی ہے۔ جو لوگ سالہا سال سے میری خدمت کر رہے ہیں۔ ان کو نبوت نہ ملی اور یہ شخص جس نے کبھی میری خاص خدمت بھی نہیں کی۔ اس کو نبوت مل گئی؟ اس کے بعد میں نے کہا بالکل اسی طرح مرزا قادیانی یہ دعویٰ کرے کہ حضور پاک ﷺ کی تابعداری سے مجھے نبوت مل گئی ہے۔

تمام صحابہ کرامؓ اور تیرہ سو سال کے تمام مسلمانوں کی سخت توہین کی ہے۔اس لئے اس پر تو اب توبہ کا دروازہ بند ہے۔ کوئی صورت دنیا میں اب توبہ کی نہیں۔اس پر قادیانی مناظر نے صاف لفظوں میں اعتراف کرلیا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

قادیانیوں کے ہاں قرآن وحدیث سے کیا مراد ہے؟

مرزائی بحث اور مناظرہ کے وقت قرآن وحدیث کا بہت نام لیتے ہیں۔اس سے ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ گویا وہ قرآن وحدیث کو مانتے ہیں۔ بلکہ اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں جو اردو زبان میں ہیں لوگوں کے سامنے نہ آئیں۔قرآن وحدیث چونکہ عربی زبان میں ہے اور سامعین چونکہ عربی نہیں جانتے۔اس لئے کوئی آیت پڑھ کر اس کا کیسا غلط سا ترجمہ کریں۔اس مناظر کی پارٹی یہی کہے گی کہ دیکھو قرآن پیش کردیا اور اس کا عوام پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ہمیں کوشش یہ کرنی چاہئے کہ مناظرہ میں مرزا قادیانی کی کتابیں پیش کرنی چاہئے اردو میں۔ چنانچہ ایک جگہ مناظرہ تھا، مناظرہ ختم نبوت اور اجرائے نبوت پر تھا۔مرزائی عقیدہ ہے کہ رسول اقدس ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔اگر کوئی صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کرے تو وہ کافر ہے۔ہاں غیر تشریعی نبی آسکتا ہے۔میں نے کہا میں یہ اگر ثابت کردوں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ صاحب شریعت نبی ہونے کا تھا تو پھر آپ کو ماننا پڑے گا کہ وہ کافر تھا اور اس کے ماننے والے بھی کافر ہیں۔اس پر میں نے تین چیزیں پیش کیں۔

نمبر:۱...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''اربعین'' میں صاف لفظوں میں دعویٰ کیا ہے کہ میں صاحب شریعت نبی ہوں۔وہ لکھتا ہے کہ اگر میرے مخالف یہ سمجھتے ہیں کہ مجھ پر کوئی شریعت نازل نہیں ہوئی تو یہ بات بھی غلط ہے۔شریعت کہتے ہیں امر ونہی کو۔میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی تو یہ صاف طور پر صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ ہے۔

نمبر:۲...... دوسری بات میں نے یہ پیش کی کہ اس نے قرآن پاک کی ایسی آیتیں اپنے اوپر فٹ کیں ہیں جن میں لفظ رسول آتا ہے جیسے وہ کہتا ہے کہ:

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (فتح:۲۸)''

﴿وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول سیدھی راہ پر اور سچے دین پر تاکہ اوپر رکھے اس کو ہر دین سے۔﴾

اس آیت میں میرا ذکر ہے۔جس کے زمانہ میں دین اسلام ایسا غالب آئے گا کہ کفر دنیا سے ختم ہوجائے گا۔اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں لکھتا ہے کہ:

''محمد رسول اللہ والذین معہ (فتح:۲۹)'' ﴿اس وحی الٰہی میں مجھے ''محمد'' کہا گیا ہے اور ''رسول'' بھی۔﴾

اس میں مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ رسول یعنی صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بلکہ محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اس لئے اس کا کفر یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بڑا ہے۔کیونکہ یہ فرقے اس لئے کافر ہیں کہ یہ حضور ﷺ پر ایمان نہیں لائے۔لیکن کسی ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی نے حضور پاک ﷺ کو ان کی

کرسی سے اٹھا کر خود اس کرسی پر بیٹھنے کی جسارت نہیں کی۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خدا کے سچے نبی ہیں۔ لیکن ہم ان کو ابراہیم تو مانتے ہیں۔ لیکن اگر خدانخواستہ وہ یہ فرمائیں کہ مجھے تھوڑی دیر کے لئے محمد رسول اللہ مان لو تو ہم حضور پاک ﷺ کے علاوہ کسی بڑے سے بڑے سچے نبی کو بھی محمد رسول اللہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ چہ جائیکہ مرزا جیسے کسی کافر، مرتد اور زندیق کو محمد رسول اللہ مان لیں۔

نمبر:۳...... تیسری بات میں نے یہ پیش کی کہ صاحب شریعت اور غیر تشریعی نبی کا فرق مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں یوں بیان کیا ہے کہ صاحب شریعت نبی وہ ہوتا ہے کہ جس کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ لیکن غیر تشریعی نبی کے انکار سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ تین مارچ انیس سو سات کو مجھے الہام ہوا کہ جو مجھ پر ایمان نہیں لاتا وہ پکا جہنمی ہے اور حقیقت الوحی میں لکھتا ہے کہ عبدالحکیم کافر اور مرتد ہے۔ کیونکہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتا۔ مرزا بشیر احمد ایم۔اے اپنی کتاب ''کلمتہ الفصل'' میں لکھتا ہے کہ جو رسول پاک ﷺ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اور جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان نہیں لاتا وہ نہ صرف کافر ہے بلکہ پکا کافر ہے۔ مرزا بشیرالدین محمود ''انوار خلافت'' میں لکھتا ہے کہ اگر میرے گلے پر دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے پوچھا جائے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا منکر کافر ہے تو میں یہی کہوں گا کہ وہ پکا کافر ہے۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر کہا۔ بلکہ کنجریوں کی اولاد کہا۔ چنانچہ اپنی کتاب (آئینہ کمالات اسلام) پر لکھتا ہے کہ ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ مگر ''الاذریۃ البغایا'' کنجریوں کی اولاد (نہیں فائدہ نہیں اٹھاتی اور نہ ہی محبت سے دیکھتی ہے۔ صفدر)

نوٹ: مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے مرزا قادیانی کو نہیں مانا۔ اب سوال یہ کہ کیا وہ دونوں کنجری کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ محترمہ ''حرمت بی بی'' کنجری تھی۔ جس کے نکاح میں بیس سال کنجری رہی ہو اس کو مسیح موعود کہا جائے گا یا............؟۔

فائدہ: سچ میں ہمیشہ جرأت ہوتی ہے اور جھوٹ میں جرأت نہیں ہوتی۔ ہمارے نبی اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو میرے بعد دعوائے نبوت کرے وہ کذاب اور دجال ہے۔ تھانیدار سے لے کر ملک کا وزیراعظم اور صدر تک کسی سے ملاقات کرے۔ اگر وہ ہمارے سامنے کہے کہ میں نبی ہوں تو ہم فوراً کہیں گے کہ تو کذاب اور دجال ہے۔ اس میں ذرا بھر جھجک محسوس نہیں کریں گے۔ مرزائیوں سے بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ چلیں۔ کسی ڈی سی، کمشنر یا وزیر سے پوچھیں کہ کیا تو مرزا قادیانی پر ایمان رکھتا ہے۔ اگر وہ کہہ دے کہ میں نہیں مانتا تو فوراً اس کے منہ پر کہیں گے کہ تیری ماں کنجری ہے اور تو کنجری کا بیٹا ہے۔ ہم نے بار بار مرزائیوں کو اکسایا لیکن کوئی مرزائی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔ بلکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب ''نجم الہدیٰ'' میں مسلمانوں کو خطاب کر کے لکھتا ہے کہ:

''ان العدا صاروا خنازیر الفلاء ونساء ھم من دونھن الاکلب'' ''میرے مخالف جنگلوں کے خنزیر اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ تو کیا مرزا قادیانی کا مسلمانوں کو کافر کہنا، کنجری کے بیٹے کہنا بلکہ انسانیت ہی سے خارج قرار دے دینا کیا صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ نہیں؟۔

مرزا قادیانی کی زندگی اور موت بھی لعنتی ہے

مرزا قادیانی کی زندگی بھی لعنتی تھی اور موت بھی لعنتی تھی۔ مرزا قادیانی کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک ہی پہچان تھی وہ تھی لعنت اور گالی۔ دنیا میں بہت سے مدعی گذرے ہیں جن میں سے سچے بھی تھے اور جھوٹے بھی تھے۔ لیکن عموماً سب کا دعویٰ ایک ہوتا تھا۔ مثلاً فرعون کا ایک ہی دعویٰ تھا کہ وہ خدا ہے۔ مسیلمہ کذاب کا ایک ہی دعویٰ تھا کہ وہ نبی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے اتنے دعوے ہیں نہ اس کی قوم کا پتہ چلتا ہے نہ مذہب کا اور نہ ہی اس کی کسی حیثیت کا۔ مثلاً کتاب البریہ میں لکھتا ہے کہ ہماری قوم مغل برلاس ہے۔ لیکن جب احادیث میں پڑھا کہ حضرت امام مہدی سید ہوں گے تو یہ دعویٰ کر دیا میرا تعلق سید قوم سے ہے۔ پھر جب مرزا قادیانی کو مسیح بننے کا شوق ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنا تعلق یہودی قوم سے جوڑ دیا اور کہا کہ میں اسرائیلی ہوں۔ شیخ اکبر کی فتوحات مکیہ میں یہ لکھا دیکھا کہ دنیا میں آخری بچہ چین میں پیدا ہوگا۔ اس کے بعد قیامت آجائے گی تو مرزا قادیانی نے اس کی تاویل کی کہ آخری بچہ سے آخری کامل نبی مراد ہے اور میں وہ ہوں۔ کیونکہ ہماری کچھ نانیاں چینی النسل بھی تھیں۔ جب ہندو بننے کا دل چاہا تو کہا میں رودر گوپال کرشن جی مہراج ہوں اور جب جی آیا تو سکھ بن بیٹھا کہ میں امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے مبلغ اسلام سے اپنا دعویٰ شروع کیا۔ پھر محدث بنا پھر محدث کے لفظ کا معنی تبدیل کیا پھر اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مجدد صاحبؒ کی طرف یہ غلط نسبت کی کہ چونکہ محدث وہ ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کلام فرماتے ہیں۔ اس لئے محدث کو ایک معنی میں نبی بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے اس تاویل کے چکر میں نبوت کی طرف قدم بڑھانا شروع کیا اور نبوت کی کئی نئی قسمیں بنائیں۔ جس کا کتاب وسنت سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ مثلاً ظلی، بروزی، مجازی اس کے بعد کچھ مریدوں کے ملنے سے کچھ حوصلہ بڑھا تو پھر صاحب شریعت ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور صاحب شریعت بھی ایسا کہ رسول اقدس ﷺ کی شریعت کے لئے ناسخ بن بیٹھا۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

''الجهاد ماض الیٰ یوم القیامة'' ﴿جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔﴾

اس نے جہاد کی حرمت کا اعلان کر دیا۔ پھر یہاں تک کہا کہ میری وحی اتنی قوی ہے۔ اگر میں ایک لحہ کے لئے اس کا انکار کروں تو کافر ہو جاؤں۔

مسئلہ ختم نبوت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت جاری فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے برحق نبی آئے۔ لیکن محمد ﷺ کو آخری اور خاتم النبیین قرار دیا گیا۔ ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین '' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں ''ولکن نبیاً خاتم النبیین'' ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی تشریح میں خود ارشاد فرمایا:

''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ

کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ فرماتے ہیں۔ حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘اسی آیت خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اور ایسی ہی متواتر ہے جیسی احادیث مشعر تعداد رکعات نماز وغیرہ۔ جس طرح ان کا منکر کافر ہے۔ اسی طرح اس کا منکر بھی کافر ہے۔

مرزا قادیانی بھی پہلے خاتم النبیین کا یہ معنی لیتا تھا۔ جو رسول اقدس ﷺ سے متواتر ثابت ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے ازالہ اوہام لکھی۔ جس کے (ص ۱۷۷،۱۸۳،۷۶۱) پر آیت خاتم النبیین کا یہی معنی لکھا۔ ۱۸۹۳ء میں آئینہ کمالات اسلام لکھی۔ اس کے (ص ۳۷۷) پر یہی لکھا:

’’ماکان اللہ ان یرسل نبیا بعد نبینا خاتم النبیین وماکان اللہ ان یحدث سلسلة النبوة بعد انقطاعها ‘‘﴿یہ اللہ کے لئے جائز نہیں ہے کہ ہمارے نبی خاتم النبیین کے بعد اور کوئی خاتم النبیین بھیجے اور نہ ہی یہ مناسب ہے۔ اللہ کے لئے کہ نبوت کے سلسلہ کو (دوبارہ) جاری کرے اس کے ختم ہونے کے بعد۔﴾

۱۸۹۴ء میں (حمامتہ البشریٰ ص ۶۶) میں یہی لکھا اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد نبوت انقطاع ہوگئی اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔ اسی کتاب کے (ص ۷۹) پر ہے۔ مجھ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں کی جماعت میں جاملوں ۱۸۹۶ء میں حاشیہ (انجام آتھم ص ۲۶) پر لکھتا ہے کہ ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے وہ آیت ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی حضور ﷺ کے بعد رسول نبی ہوں۔ اسی طرح ۱۸۹۷ء میں سراج منیر پر لکھتا ہے۔ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین پر بکلی بند ہیں۔ ۱۸۹۹ء میں لکھتا ہے۔ حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘میں بھی نفی عام ہے اور حضور ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ’’لا نبی بعدی ‘‘ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ’’ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ‘‘سے اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوچکی ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۴) اسی طرح (ایام الصلح ص ۱۴۶، تریاق القلوب ص ۱۵۶) میں بھی اس بات کی تصریح ہے۔

قادیانیوں سے سوال

ہمارا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے تقریباً ساٹھ سال تک آیت خاتم النبیین کا وہ یہی معنی کرتا رہا جو خود رسول اقدس ﷺ سے تواتر اور اجماع سے ثابت تھا۔ اس کے بعد جب اس نے یہ معنی کیا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے۔ یہ معنی کسی شیطان سے چورایا گیا۔ ظاہر ہے کہ اگر پہلا معنی اسلامی تھا تو یہ یقیناً کفر ہے۔ مرزا قادیانی جب قرآن پاک کے معنی بگاڑ دیتا ہے پھر کسی اور کتاب کا حوالہ دے تو اس پر کیسے اعتماد ہوسکتا ہے؟۔

’’تحذیرالناس‘‘ کے بارے میں وضاحت

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے ’’تحذیرالناس‘‘ نامی رسالہ اثر بن عباسؓ کی تشریح میں لکھا۔ جس میں ذکر ہے کہ سات آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔ ہر زمین میں ہماری زمین کے آدم علیہ السلام کی طرح ایک آدم اور نوح علیہ السلام کی طرح ایک نوح اور حضرت محمد ﷺ کی طرح ایک محمد رسول اللہ ہیں۔ اس پر یہ اشکال کیا گیا تھا کہ کیا یہ ممکن نہیں ہے۔ دوسری زمینوں کے محمد رسول اللہ ہمارے زمین کے محمد رسول کے بعد ہوا اور وہ ہی حقیقی خاتم النبیین ہوں۔ اس کے بعد حضرت نے اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا اور آپ نے ختم نبوت کی تین قسمیں بتائیں۔

نمبر:۱...... ختم نبوت ذاتی، ہمارے نبی ﷺ کو بلاواسطہ نبوت عطاء فرمائی اور باقی انبیاء کو حضور کے واسطہ سے اور فیض سے نبوت ملی۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورج کو بلاواسطہ اور بالذات روشن فرمایا۔ لیکن چاند اور ستاروں کو روشنی سورج کے فیض اور واسطہ سے ملی۔ اسی طرح چاند اور ستارے تو روشنی میں سورج کے واسطہ کے محتاج ہیں۔ لیکن سورج اپنی روشنی میں کسی چاند اور ستاروں کا محتاج نہیں۔ اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام اپنی نبوت میں حضور پاک ﷺ کے واسطہ اور فیض کے محتاج ہیں۔ لیکن حضور اقدس ﷺ اپنی نبوت میں اللہ کے سوا کسی کے محتاج نہیں۔ آپ ﷺ اوّل النبیین بھی ہیں۔ کیونکہ عالم ارواح میں سب سے پہلے نبوت آپ ﷺ کو ملی اور آپ آخر النبیین ﷺ بھی ہیں کہ اس دنیا میں سب سے آخر میں پیدا ہوئے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی شخص پرکار کے ذریعہ دائرہ لگاتا ہے تو سب سے پہلے نقطہ لگتا ہے جس کو مرکز کہتے ہیں لیکن دائرہ بنتا نظر آتا ہے اور مرکز نہیں نظر آتا۔ جب دائرہ مکمل ہو جاتا ہے تو پرکار اٹھائی جاتی ہے۔ وہ نقطہ لگنے میں سب سے اوّل تھا۔ لیکن وہ سب سے آخری ہے۔ نظر آنے میں۔ اس کے نظر آجانے کے بعد اب دائرہ میں کسی نقطہ کے علاوہ اور کی گنجائش نہیں رہتی۔ یہ دائرہ سراپا مرکز کا محتاج ہے۔ لیکن مرکز دائرہ کا محتاج نہیں ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ ہمارے نبی پاک ﷺ دوسرے نبیوں کی طرح صرف اسی امت کے نبی ہی نہیں۔ بلکہ امام الانبیاء ہیں۔ (معراج کا واقعہ ذہن میں ہو) خطیب انبیاء (میدان حشر) اور صاحب لواء ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

نمبر:۲...... ختم نبوت مکانی، حضرت فرماتے ہیں کہ ساتوں زمینوں میں یہ زمین خاتم الاراضی ہے۔ اس لئے اس زمین کے محمد رسول اللہ حقیقی خاتم الانبیاء ہیں۔

نمبر:۳...... ختم نبوت زمانی کہ زمانہ کے اعتبار سے آپ ﷺ سب نبیوں کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ کی ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے۔

اظہار حق

فاضل بریلوی نے ’’تحذیرالناس‘‘ سے الگ الگ عبارتیں لے کر ایک عبارت بنائی اور پھر اس کا عربی

ترجمہ بھی بالکل غلط کیا اور عرب کے علماء سے اسی بات پر فتویٰ طلب کیا۔ جو حضرت نانوتویؒ کی نہیں۔ بلکہ احمد رضا خاں کی خانہ سازتھی۔ اسی طرح کوئی کہے کہ معاذ اللہ! قرآن پاک میں ہے ''ان الذین امنوا وعملوا الصالحت .... سید خلون جهنم داخرین'' کوئی اس کو قرآن کی آیت نہیں کہے گا۔ نہ اس کے مطلب کو قرآن کا مطلب کہا جائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی قادیانی قرآن پاک سے ایک جگہ سے لفظ ''غلام'' لے اور دوسری جگہ سے لفظ ''احمد'' لے اور تیسری جگہ سے لفظ ''نبی'' لے اور کہے کہ دیکھو قرآن میں ہے۔ غلام احمد نبی ہے وہ کون سا جاہل ہے جو اس کو قرآنی مسئلہ مانے گا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ یہ قرآن پر سرے سے بہتان ہے۔

اسی طرح اعلیٰ حضرت سے بھی ہمارا مطالبہ ہے کہ جو مسلسل عبارت احمد رضا نے علمائے حرمین کے سامنے پیش کی۔ ہمیں وہ عبارت مسلسل تحذیر الناس ہی میں دکھائیں اور اس کا عربی ترجمہ دیکھ لیں۔ اگر یہ عبارت مسلسل دکھادیں تو ہم ان کو ایک لاکھ روپیہ انعام دیں گے اور اگر نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے تو یہ ماننا پڑے گا کہ اگرچہ قادیانی بھی جھوٹ بولتا رہا لیکن قادیان میں بیٹھ کر۔ حرمین میں جھوٹ بولنا اسی اعلیٰ حضرت کی ہمت ہوسکتی ہے۔ اسی عبارت پر ''گیاہ'' صوبہ بہار میں مولانا منظور احمد نعمانی کا مولوی حشمت علی پیلی بھت جو اپنے آپ کو سگ بارگاہ رضوی کہتا تھا سے مناظرہ ہوا۔ جو مناظرہ ''گیاہ'' کے نام سے مشہور ہے اور چھپا ہوا ہے۔ حشمت علی نے اپنا تعارف یوں کرایا کہ میں ہوں سگ بارگاہ رضوی۔ مولانا عطاء اللہ شاہؒ صاحب بخاری نے فرمایا میں نے بھی کچلے لکھنؤ سے منگوائے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں

(ختم نبوت قرآن پاک کی نص قطعی سے ثابت ہے اور اچھی خاصی تفصیل ماقبل میں گذر چکی۔ وہاں اس کو ملاحظہ کرلیا جائے۔ اسی طرح احادیث کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں۔ جیسے قرآن پاک کی نص قطعی سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔ اس طرح احادیث متواتر سے بھی ثابت ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔)

حدیث نمبر:۱

(صحیح بخاری ج۱ص۴۹۱) پر حدیث ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء سیاست بھی کرتے تھے۔ جب ایک نبی فوت ہوجاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا۔ ''وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون ''﴿اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور خلفاء ہوں گے وہ بہت زیادہ ہوں گے۔﴾

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل میں جس طرح وہ نبی بھی تھے۔ جن پر خدا کی طرف سے احکام شریعہ نازل ہوتے تھے۔ لیکن بہت سے ایسے نبی بھی تھے جو دوسرے نبی پر نازل شدہ احکام کو نافذ فرماتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اب ایسے نبی بھی پیدا نہیں ہوں گے۔ جن کا مقصد صرف نفاذ شریعت ہو۔ بلکہ اب یہ کام خلفاء سے کیا جائے گا۔ اس لئے اب کسی قسم کا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ احکام شریعت کو لانے والا اور نہ احکام شریعت چلانے والا (مسلم شریف ص۱۲۶) پر بھی روایت موجود ہے۔

حدیث نمبر:۲

(صحیح بخاری ج۱ص۵۰۱، مسلم ج۲ص۲۴۸) پر حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے اپنی اور پہلے نبیوں کی مثال ایک مکان سے دی۔ جو بہت خوبصورت اور عمدہ بنایا گیا ہے۔ مگر اس کے کسی کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے۔ لوگ اس مکان کو دیکھ کر متعجب ہیں اور یہی صرف عیب نکالتے ہیں کہ اس میں ایک اینٹ کی کمی ہے۔ فرمایا قصر نبوت کی وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ ’’جئت فختمت الانبیاء‘‘ ﴿میں آیا پس نبیوں کو ختم کردیا گیا۔﴾ اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اس قصر نبوت میں رسولوں کی اینٹیں بھی تھیں اور نبیوں کی بھی۔ اب وہ محل مکمل ہو چکا۔ وہاں نہ کسی ظلی اینٹ کی ضرورت ہے نہ بروزی کی۔

حدیث نمبر:۳

(صحیح مسلم ص۱۹۹) کتاب الفضائل میں حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تمام نبیوں پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک یہ بات ہے ’’وارسلت الیٰ الخلق کافۃ وختم بی النبیون‘‘ ﴿مجھے ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور میرے ساتھ نبیوں کو ختم کیا گیا ہے﴾ یعنی اور کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر:۴

(ابوداؤد ج۲ص۲۳۴، ترمذی ج۲ص۴۵) پر حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ ﴿بے شک میری امت میں تیس جھوٹے (مدعی نبوت) ہوں گے وہ سب گمان کریں گے وہ نبی ہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾ اس کے ہم معنی روایت (بخاری ج۱ص۵۰۹، ج۲ص۱۰۵۴، مسلم ج۲ ص۳۹۷، ابوداؤد ج۲ص۲۴۸) پر ہے۔ اس میں آپ نے ’’فی امتی‘‘ فرما کر یہ بھی واضح فرمادیا کہ وہ ایسے دجال اور فریبی ہوں گے امتی بھی کہلائیں گے اور نبی بھی۔ لیکن وہ دونوں دعوؤں میں جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ جب دعوائے نبوت کیا تو وہ امتی بھی نہ رہے اور نہ ہی نبی ہوئے۔ بلکہ لسان نبوت سے دجال اور کذاب کا لقب پالیا۔

حدیث نمبر:۵

(بخاری ج۲ص۶۳۳، مسلم ج۲ص۲۷۸) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا: ’’انت منی بمنزلۃ ھارون بموسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وفی روایۃ مسلم انہ لا نبوۃ بعدی‘‘ ﴿تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسے ہے۔ جیسے ہارون علیہ السلام کا مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں اور مسلم کی روایت میں ہے۔ تحقیق نہیں ہے۔ نبوت میرے بعد۔﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور پاک ﷺ کے امتی ہیں۔ اگر ان کو نبوت مل جاتی تو وہ امتی نبی ہی ہوتے۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسی نبوت کی بھی نفی فرمادی اور فرمایا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت رسول تھے۔ لیکن حضرت ہارون علیہ السلام ماتحت نبی تھے۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو ڈانٹ بھی لیتے تھے۔ ’’افعصیت امری‘‘ تو معلوم ہوا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی ہارون علیہ السلام تھے اب میرے بعد ایسا کوئی تابع نبی بھی نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر:۶

(ترمذی ج۲ص۲۰۹) حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتﷺ نے ارشاد فرمایا:''لو کان نبی بعدی لکان عمر ابن الخطاب''﴿اگر میرے بعد نبی ہوتا تو وہ البتہ عمر بن خطابؓ ہوتے۔﴾ظاہر ہے حضرت عمرؓ امتی ہیں۔ اگر ان کے بعد اس کو نبوت مل جاتی تو وہ امتی ہی کہلاتے۔ لیکن رسول اقدسﷺ نے ایسے نبی کو بھی ختم نبوت کے خلاف فرمایا۔

حدیث نمبر:۷

(بخاری ج۱ص۵۰۱) پر ہے۔''انا العاقب''(مسلم ج۲ص۲۱۶) پر حضرت پاکﷺ نے خود عاقب کی تشریح فرمائی۔''لیس بعده نبی''﴿ان کے بعد یعنی آپﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾اور (ترمذی ج۲ ص۱۰۷) پر آپ نے''العاقب''کی تشریح فرمائی۔''لیس بعده نبی''

حدیث نمبر:۸

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدسﷺ نے فرمایا:''انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجه ص۳۰۷)''﴿میں نبیوں میں آخری ہوں اور تم آخری امت ہو۔﴾

حدیث نمبر:۹

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ آپﷺ نے فرمایا:''کنت اوّل النبیین فی الخلق واخرهم فی البعث (ابونعیم فی الدلائل ص۶)''﴿میں نبیوں میں سب سے پہلا ہوں۔ پیدائش میں اور ان سے آخری ہوں۔ مبعوث (بھیجے جانے) ہونے میں۔﴾

حدیث نمبر:۱۰

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول بعدی ولکن بقیت المبشرات قالوا ماالمبشرات قال رؤیا المسلمین جزؤ من اجزاء النبوة (مسند ابی یعلیٰ بحواله فتح الباری ص۴۸۳، جزو۲۸)''﴿بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس کوئی نبی نہیں ہوگا میرے بعد اور نہ کوئی رسول ہوگا میرے بعد اور لیکن مبشرات باقی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہیں مبشرات۔ تو آپﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے خواب جو نبوت کے حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔﴾

مرزامحمود نے''جزء من اجزاء النبوة''کا مطلب''نوع من انواع النبوة''لیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جز پر کل کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ مثلاً پانی، مٹی، آگ، ہوا۔ یہ انسان کے اجزاء ہیں۔ لیکن پانی کے تالاب کو کوئی انسان نہیں کہتا نہ ہی مٹی کے ڈھیر کو کوئی انسان کہتا ہے۔ انسان بعض اس کا جزو ہے۔ لیکن ایک بعض کو کوئی انسان نہیں کہتا۔ اللہ اکبر! نماز کا جزو ہے۔ لیکن صرف اللہ اکبر کہنے والے کو کوئی نمازی نہیں کہتا۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

احتجاجی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ریلوے کی جامع مسجد میں اجلاس منعقد کیا گیا۔شیخ زید میڈیکل کالج میں سابق پرنسپل محترم عیس محمد کی جگہ بعض اطلاع کے مطابق پروفیسر اصغر سلطان (بائیو،کیمسٹری) جو کہ سکہ بند قادیانی اور قادیانیت کی تبلیغ میں ملوث ہے۔ اس پروفیسر کو بطور پرنسپل تعینات کیا جارہا ہے اور خود پروفیسر اصغر سلطان تمام اثر ورسوخ بروئے کار لاتے ہوئے انہی کوششوں میں مگن ہے۔اس صورتحال کے پیش نظر اجلاس طلب کیا گیا۔جس میں تمام مکاتب فکر کے سرکردہ علمائے کرام، تمام دینی، سیاسی جماعتوں کے رہنماء، وکلاء اور نامور صحافی حضرات نے شرکت کی۔

حضرت مولانا رشید احمد لدھیانوی نے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو بڑی مستعدی سے قادیانیوں کی گھناؤنی حرکات پر نظر رکھے ہوئے ہے۔انہوں نے کہا کہ بطور پرنسپل کسی بھی قادیانی کا وجود برداشت نہیں کیا جائے گا۔خصوصاً اصغر سلطان جو کہ خلاف قانون تبلیغی، قادیانی سرگرمیوں میں ملوث ہے۔ایسے شخص کو محض پروفیسر کے طور پر کالج میں رہنے دینا مسلم طلباء کے ایمان کے لئے سم قاتل ہے۔اس کو برطرف کر دینا چاہئے۔ حافظ محمد اکبر اعوان نے فرمایا کہ اس معاملہ پر بھرپور اور مؤثر احتجاج ہونا چاہئے اور دیگر علاقوں میں جہاں جہاں قادیانی لابی قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہوئے غیر قانونی امور میں ملوث ہے۔انہیں بھی قرار واقعی سزا دلوائی جائے۔میاں مظہر نثار نے فرمایا کہ پہلے بھی شیخ زید میڈیکل کالج سے ایسی اطلاعات ملتی رہی ہیں کہ قادیانی انڈرگراؤنڈ تبلیغ میں مصروف ہیں۔آئندہ ایسی شکایات کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مفتی محمد راشد مدنی نے کہا کہ ہسپتال میں چند کمپوڈر بھی قادیانیت کی تبلیغ میں ملوث ہیں۔انہوں نے ضلع بھر میں قادیانیت کی سرگرمیوں کے حوالہ سے رپورٹ پیش کی۔عبدالمنان بھٹی ایڈووکیٹ نے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے تمام وکلاء ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ ریاض نوری نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے انتظامیہ پر زور دیا کہ ان کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے۔اجلاس میں قاری ظفر اقبال شریف، مفتی مختار احمد، قاری عظیم بخش، قاری اظہر اقبال، مولانا نعیم اللہ عثمانی اور نعمان لدھیانوی نے بھی شرکت کی۔

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ژوب

۲۰رمئی بروز منگل کو مرکزی جامع مسجد ژوب میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔کانفرنس میں مولانا قاری خلیل احمد بندھانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد یوسف نقشبندی، مولانا اللہ داد کاکڑ نے عقیدہ ختم نبوت، حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور حضرت مہدی علیہ الرضوان پر خطاب فرمایا۔کانفرنس کے انتظامات ختم نبوت ژوب کے امیر حاجی شیخ غلام حیدر اور جنرل سیکرٹری حاجی محمد اکبر، حاجی عبدالعزیز نے انجام دیئے۔

پنجاب میڈیکل کالج میں قادیانی غنڈہ گردی!

قادیانیوں کا اخراج......کالج بند

پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں غنڈہ گردی اور قادیانیت کا پرچار کرنے پر 23 قادیانی طلبہ وطالبات کو کالج سے خارج کردیا گیا۔ گذشتہ کئی ہفتوں سے قادیانی طلبہ کی جانب سے گمراہ کن لٹریچر تقسیم کرنے کے خلاف سٹوڈنٹس کا احتجاجی سلسلہ جاری تھا۔ تفصیلات کے مطابق گذشتہ چند مہینوں سے پی۔ایم۔سی میں مرزائی طلبہ وطالبات نے جھوٹی نبوت کا پرچار شروع کررکھا تھا۔ ’’روزنامہ اسلام‘‘ میں کالج اور اس کے ہاسٹلز میں قادیانیت کی تبلیغ پر مبنی لٹریچر اور قادیانیوں کی طرف سے تحریف شدہ انگریزی ترجمہ کی تقسیم کے علاوہ دو مسلم طالبات کو اسلام سے برگشتہ کرکے مرزائی بنانے کے انکشافات کے بعد طلبہ اوران کے والدین میں تشویش کی لہر دوڑ گئی تھی اور اس کے خلاف احتجاج جاری تھا۔ گذشتہ روز قادیانی غنڈہ گرد عناصر نے ہاسٹل میں لگا ہوا شان رسالت ﷺ پر مبنی پوسٹر پھاڑ ڈالا، مسلمان طلباء کے احتجاج پر قادیانی طلبہ نے روڈ بلاک کی اور بعدازاں پرنسپل پروفیسر اصغر علی رندھاوا کے دفتر کا گھیراؤ کرلیا اور انہیں زدوکوب کرنے کی کوشش کی۔ جس پر کالج کی انتظامیہ نے کالج اور ہاسٹل کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی پر 15 طالبات اور 8 طلبہ کو کالج اور ہاسٹل سے نکالنے کے احکامات جاری کرتے ہوئے کالج 7/جولائی تک بند کردیا ہے۔ خارج ہونے والوں میں فسٹ ائیر کے 5، سیکنڈ ائر کے 6، تھرڈ ائر کے 7، فورتھ ائر کا ایک اور فائنل ائر کے 4 طلبہ وطالبات شامل ہیں۔ پرنسپل کی طرف سے جاری ہونے والے نوٹیفکیشن کے مطابق فرسٹ ائر کی طالبہ مریم مبارک قادیانی رول نمبر 76، ثناء نثار قادیانی رول نمبر 191، حمیرا اصدف قادیانی 406، منصورہ سمار قادیانی 73، اورانس قادیانی، سیکنڈ ائر کے کنول رحمٰن قیصرانی قادیانی رول نمبر 67، حنا منور باجوہ قادیانی 53، روبینہ اسلم قادیانی 105، شاعتہ العجز قادیانی 186، کاشف قادیانی اور ہارون قادیانی، تھرڈ ائر کے زبیرہ نثار قادیانی رول نمبر 135، نوشین ظفر قادیانی 139، حباۃ القدیر قادیانی 141، احسان قادیانی، حسن قادیانی، ذکاء اللہ قادیانی اور داؤد قادیانی، فورتھ ائر سے ذیشان قادیانی جب کہ فائنل ائر سے حباۃ الحمید قادیانی، منصورہ اسماعیل قادیانی، نبیلہ قدسیہ قادیانی اور رابعہ شفیق قادیانی کو غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے کالج اور ہاسٹل سے خارج کیا گیا ہے۔ طلبہ کے اخراج اور 6/جون سے 7/جولائی تک تعطیلات کے نوٹس کالج میں چسپاں کردیئے گئے ہیں۔

بشکریہ روزنامہ اسلام......ملتان ۵/جون ۲۰۰۸ء

انڈونیشیاء اور قادیانی

انڈونیشیاء کی حکومت نے احمدی (قادیانیوں) سے کہا ہے کہ وہ اپنا عقیدہ تبدیل کرکے اسلام قبول کریں۔ ورنہ انہیں جیل بھیج دیا جائے گا۔ بی بی سی کے مطابق انڈونیشین حکومت نے گزشتہ روز ایک بیان میں قادیانیوں سے کہا ہے کہ وہ اپنا عقیدہ ترک کرکے اسلام قبول کریں۔ بصورت دیگر انہیں گرفتار کرکے ۵ سال کے لئے جیل بھیج دیا جائے گا۔ انڈونیشیاء میں گزشتہ ماہ چند قادیانیوں کو گرفتار بھی کیا گیا تھا۔

روزنامہ اسلام......ملتان ۱۰/جون ۲۰۰۸ء

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ ادارہ!

تبصرہ نگار: مولانا غلام رسول دین پوری

تذکرہ علماء چھچھ : مرتب: محمد نذیر رانجھا: صفحات: ۴۱۶: قیمت: ۲۰۰ روپے: ملنے کا پتہ: جمعیت پبلی کیشنز: متصل مسجد پائلٹ ہائی سکول وحدت روڈ لاہور

برصغیر کے بے شمار بلاد مدتوں مراکز علم رہے۔ ان مراکز سے علوم کی ضیاء پاشیاں ہوتی رہیں۔ جن کی برکات آج بھی پھیلی نظر آتی ہیں۔ ان بلاد میں سے ایک علاقہ چھچھ بھی ہے۔ حضرو اس کا مرکز ہے۔ دریائے سندھ کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے ۸۶ دیہات اس کا دائرہ ہیں۔ علاقہ چھچھ تہذیبی و علمی حلقوں میں منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہاں کے علماء نے کہاں کہاں علوم کے چراغ جلائے اور کفر وضلالت، بدعت وجہالت کے اندھیروں کو ختم کیا۔ محترم جناب محمد نذیر رانجھا صاحب نے بہ ترتیب حروف تہجی بلا امتیاز مسلک یہاں کے علماء کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کی محنت کو قبول فرمائیں اور ان کی کتاب کو مفید خاص وعام بنائیں۔ آمین!

ازالۃ الضیق بسیرۃ سیدنا ابی بکر الصدیقؓ: مولف: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی: صفحات: ۵۱۲: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: حکیم الامت اکیڈمی ایف تھری ۲/۳ ناظم آباد نمبر ۳ کراچی نمبر ۱۸

مولانا حافظ محمد اقبال صاحب رنگونی مدظلہ متعدد تصانیف کے مالک ہیں اور محققانہ ذہن رکھتے ہیں۔ مختلف موضوعات پر کتب لکھی ہیں۔ زیر نظر کتاب دراصل مولانا موصوف کے والد جناب الحاج ابراہیم یوسف باواؒ رنگونی نے شروع کی تھی۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ اس لئے ان کے صاحبزادہ صاحب نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس کتاب میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بچپن سے لے کر آپ کی خلافت وتبلیغی مساعی تک کے حالات آگئے ہیں مصنف نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل ومناقب بھی درج فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبولیت عامہ سے نوازیں۔ آمین!

کتابوں کی کتاب: مولف: مولانا الیاس احمد: صفحات: ۱۲۷: قیمت درج نہیں: ملنے کا پتہ: مدرسۃ العلوم فاروقیہ ساکہ گجرات

مولانا الیاس احمد صاحب مدظلہ پہلے جامعہ فاروقیہ کراچی میں بحیثیت مدرس رہے ہیں۔ اب ’’مدرسۃ العلوم فاروقیہ‘‘ کے مدیر ہیں۔ ان کی زیر نظر کتاب ’’کتابوں کی کتاب‘‘ عجیب کتاب ہے۔ جس میں منتخب شدہ دلچسپ اور عبرتناک واقعات، علمی لطائف، شخصی خاکے، سبق آموز قصے ہیں۔ معلومات سے لبریز کتاب ہے۔ یہ مولانا کے کثرت مطالعہ کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے مفید خاص وعام بنائیں۔ آمین!

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

بمقام مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر میں

سالانہ ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
انشاء اللہ

زیرِ سرپرستی

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
قطب الاقطاب مخدوم المشائخ، امیر مرکزیہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ ۶ شعبان تا ۲۶ شعبان ۱۴۲۹ھ
بمطابق 9 اگست تا 29 اگست 2008ء

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

خط و کتابت کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ○ چناب نگر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
چناب نگر: 047-6212611 ملتان: 061-4514122

قیمت فی شمارہ -/10 روپے
قیمت سالانہ -/100 روپے